

خواجہ معین الدین چشتی کی حقیقت

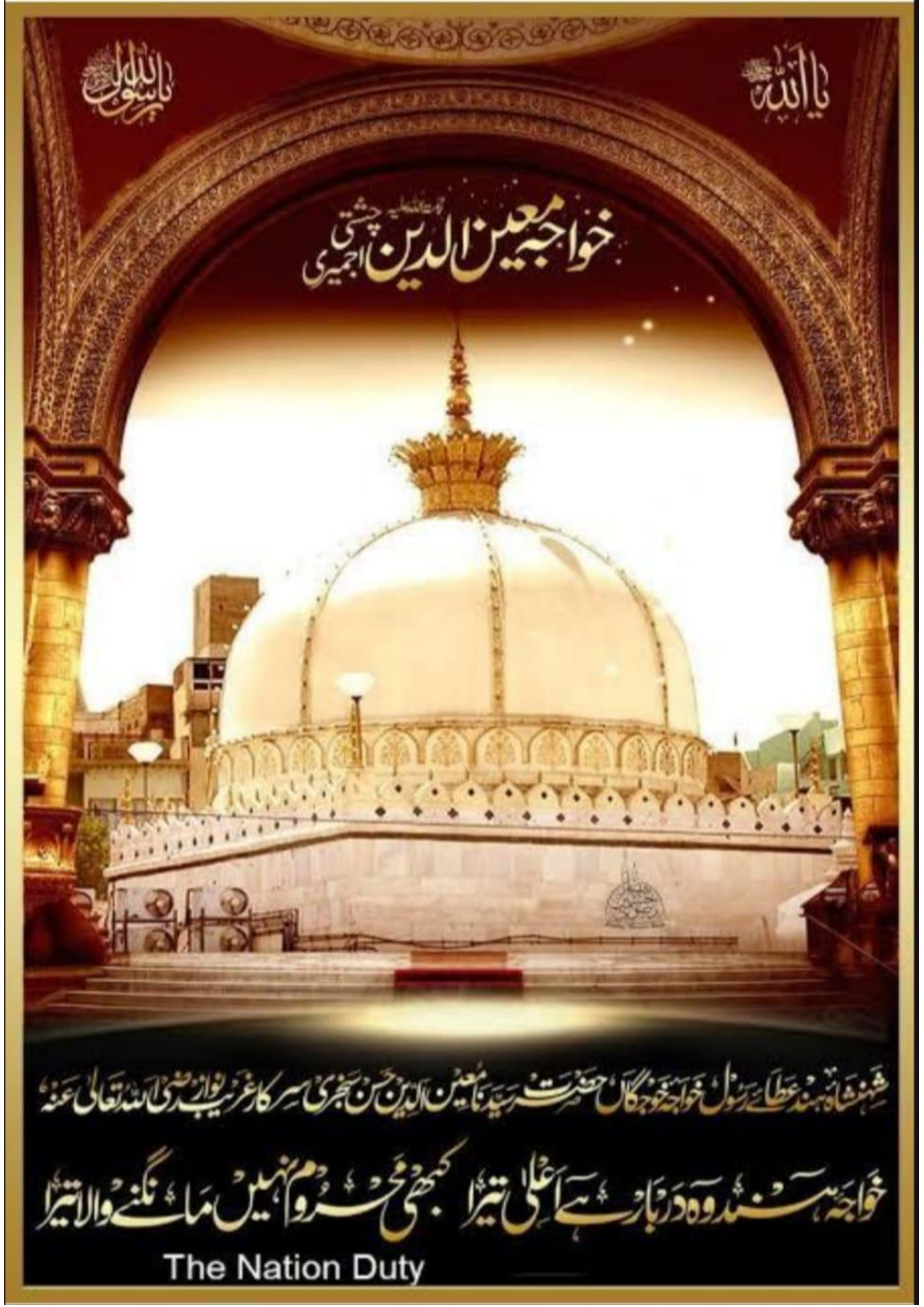
November 2024

Abdul Hameed Arain

Ex Muslim Farman Ali



dewhameed.29292@gmail.com
aliferman27@gmail.com
+91 9838547733


یا اللہ
یا رسول اللہ
خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
شہنشاہ ہند عطائے رسول خواجہ خوجگاں حضرت سیدنا معین الدین حسن سنجری سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالی عنہ
خواجہ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا
The Nation Duty

سُلطان الہند خواجہ سیّد معین الدین چشتی اجمیری کے انسانیت سوز جرائم ہندوستان کے انسانوں پر اسلامی تلوار خوب چلائی

خواجگان چشت کے تذکرے پر مشتمل مستند و قدیم ترین کتاب کا نظرثانی شدہ اردو ترجمہ



سیر الاولیاء رحمہم اللہ

تالیف
سید محمد بن مبارک کرمانی "میر خورد"

ترجمہ
غلام احمد بریاں

نظرِ ثانی
حکیم مہر محمد اقبال قادری
(ایم اے۔ایم ایڈ)



اُس وقت کی کتاب
سِیَرُالاَوِلیَاء کا
مصنف سید محمد
بن مبارک کرمانی
لکھتا ہے کہ
جس وقت معین
الدین چشتی اجمیر
آئے

اُس وقت کا ایک اور
معجزہ یہ ہے کہ
معین الدین کی آمد
سے قبل پورا
ہندوستان بت پرستی
اور کفر میں غرق
تھا. ہندوستان کا ہر
باشندہ پتھروں،

مورتیوں، درختوں،
جانوروں، گائے اور
گائے کے گوبر کے
آگے جھکتا تھا یہاں
اتنا اندھیرا تھا کہ.
سب کے دلوں پر
تالے پڑے تھے.
پورا ہندوستان

شریعت و دین سے
ناواقف تھا۔ نہ کسی
نے کعبہ دیکھا تھا نہ
اللہ کی عظمت کو
جانتا تھا. یہاں سب
اللہ اور اس کے
رسول سے ناواقف
تھے

جیوں ہی مومن
کے آفتاب اور
مومن کے دوست
معین الدین چشتی
نے یہاں قدم رکھا
اس سرزمین پر
چھائے ہوئے کفر

کے اندھیرے
چھٹ گئے اور
یہاں اسلام کی
روشنی پھیل
گئی

وہ سرزمین جہاں پر
بت اور مندر ہوا
کرتے تھے
معین الدین چشتی
کی تلوار کے زور پر
اب وہاں محرابیں،
منبر اور مسجدیں
ہیں

جہاں کبھی بت
پرستی کی آوازیں
گونجتی تھیں
اب وہاں اللہ اکبر
سنائی دے رہا ہے
جو مسلمان ہو
گئے، ان کے

وارث قیامت تک
یہیں رہیں گے
اور وہ بھی اسلام
کی تلوار کے زور
پر
دوسروں کو اسلام
قبول کروائیں گے

یہ نوزائیدہ مسلمان قیامت تک

شیخ الاسلام معین الدین چشتی کے مقروض رہیں گے کیونکہ ان کی وجہ سے یہ لوگ اللہ کے قریب ہوئے ہیں

اُس وقت کی کتاب
سِیَرُ الاَقتابِ کا مصنف
اللہ دیا چشتی لکھتا
ہے کہ
اس وقت اس جھیل
(انا ساگر جھیل) کے
اردگرد بہت سے
مندر تھے





The Shrine and Cult of Mu'īn al-dīn Chishtī of Ajmer

P.M. Currie



جب خواجہ نے
انہیں دیکھا تو
منہ سے نکلا
انشاء اللہ اگر
رسول اللّٰہَ نے
چاہا تو

بہت جلد ان کو
تباہ کر دوں گا
بت خانوں کو
زمیندوج
کروں گا

ان تمام مندروں
میں سے ایک مندر
تھا جہاں بادشاہ
اور دوسرے کافر
بہت زیادہ عقیدت
رکھتے تھے اور
عبادت کے لئے
آتے تھے، اس کے

اخراجات کے لئے
زمین دستیاب تھی
جب خواجہ نے
یہاں رہنا شروع کیا
تو
ان کے یہاں ایک
نوکر ہوتا تھا

وہ روزانہ ایک
گائے خریدتے تھے
اور اسے ذبح کر
کے کھا لیتے تھے
معین الدین نے ہندو
راجہ کا نام شادی
دیو رکھا

بدبختی اور شقاوت کی علامت معصیت میں آلودہ رہنا اور اسباب کا امیدوار ہوتا ہے کہ میں خداوندی دربار میں نظر قبول سے دیکھا جاؤں گا۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو سلگاؤ جب وہ سلگانا شروع کر دیں گے تو دوزخ ایک ایسا سانس لے گا جس سے تمام میدان محشر غبار آلود اور دھواں دھار ہو جائے گا لوگوں کا دم گھٹنے لگے گا اور سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو شخص اس روز کی مصیبت سے محفوظ رہنا چاہے وہ خدا کی ایسی بندگی بجالائے جو اس کے نزدیک تمام طاعتوں سے بہتر و افضل ہو حاضرین نے دریافت کیا کہ حضرت! وہ کونسی طاعت ہے فرمایا مظلوموں اور عاجزوں کی فریاد کو پوچھنا ضعیفوں اور بیچاروں کی حاجت روائی کرنا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنا اور فرماتے تھے جس شخص میں ذیل کی تین خصلتیں جمع ہو جائیں گی تو یوں سمجھنا چاہیے کہ حقیقت میں خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ ایک دریا جیسی سخاوت دوسرے آفتاب کی سی شفقت تیسرے زمین کی مانند تواضع۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جس نے جو نعمت پائی سخاوت کی وجہ سے پائی اور گذشتہ لوگوں نے جو عزت و کرامت حاصل کی باطن کی صفائی سے حاصل کی۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ حقیقت میں متوکل وہ ہے جو اپنے رنج و محنت کو خلق سے وابستہ نہ جانے اور فرماتے تھے اس راہ میں دو چیزوں کی بدولت انسان کو قرار و استقامت نصیب ہو سکتی ہے۔ ادب عبودیت کی وجہ سے حق تعالیٰ کی تعظیم و توقیر کے باعث سے۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں حضرت شیخ معین الدین اجمیر میں تشریف لائے تو اس وقت رائے پتھورا ہندوستان کی حکومت کرتا تھا اور اجمیر میں اس کا تسلط خاص تھا۔ جب شیخ نے اجمیر میں سکونت اختیار کی تو خود پتھورا اور اس کے مقربوں کو آپ کا وہاں رہنا نہایت شاق و ناگوار گذرا اور جوں جوں آپ کا وہاں استحکام ہوتا جاتا تھا وہ دشواری اور مشکل میں پڑتا جاتا تھا لیکن چونکہ رات دن شیخ کی عظمت و کرامات آنکھوں سے دیکھتے تھے اس لیئے دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔ غرضیکہ ایک مسلمان شریف جو شیخ معین الدین قدس سرہ کا دلی معتقد تھا پتھورا کے مقربوں کے سلسلہ میں داخل تھا پتھورا کا شیخ پر کچھ بس نہ چلا اس غریب مسلمان کو سخت مضرتیں اور تکلیفیں پہنچانے لگا اس نے مجبور ہو کر شیخ کی خدمت میں التجا کی آپ نے اس کے بارے میں رائے پتھورا سے نہایت نرمی کے لہجہ میں سفارش کی مگر مغرور پتھورا نے شیخ کے فرمان کی طرف ذرا التفات نہ کیا اور نخوت خیز لہجہ میں بولا کہ یہ شخص یہاں آیا ہے اور غیب کی شستہ باتیں بیان کرتا ہے۔ جب پتھورا کی یہ بیہودہ باتیں شاہ اسلام خواجہ کے مبارک کان میں پہنچیں تو ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ آپ کی

زبان سے نکلا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ پکڑ کر لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا اسی زمانہ میں سلطان معزالدین فاتح ہند کا خونخوار لشکر غزنی سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ پتھورا نے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اور آخر کار سلطان فاتح ہند کے ہاتھوں زندہ گرفتار ہو گیا۔ کاتب حروف عرض کرتا ہے وہ کون سی کرامتیں اور بلند درجے ہیں جو اس سے زیادہ درجہ رکھتی ہیں کہ جس قدر بزرگ اس بادشاہ دین کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہی کا مرتبہ پا کر اٹھے جنھوں نے ہزار ہا بندگانِ خدا کی دستگیری کی اور انہیں دنیا کے غرور اور فریب سے باہر نکالا اور آخرت کی خوشی و شادمانی سے بھری ہوئی منزل میں جگہ دی۔ قیامت تک ان شاہانِ دین کی عظمت و جبروت کے غلغلہ کا نقارہ فلک و ملک کے گوش ہوش میں بجے گا اور تمام کثیر التعداد مخلوق ان کی محبت والفت کی وجہ سے مقعدِ صدق میں جگہ پائے گی۔ حضرت شیخ معین الدین حسن سنجری کی ایک کرامت یہ بھی تھی کہ ہندوستان کے تمام مشرقی حصوں میں کفر و کافری کی تاریکی چھائی ہوئی تھی اور بت پرستی کی طوفان خیز آندھی مغرب سے لیکر مشرق تک کے تمام ملکوں پر بڑے زور وشور سے چل رہی تھی ہندوستان کے متمرد وسرکشوں میں سے ایک ایک ناہنجار ''انا ربکم الاعلیٰ'' کا مدعی تھا اور شرک و بت پرستی کے ڈنکے ہر طرف بج رہے تھے۔ خدائے واحد و یکتا کے ساتھ کھلم کھلا شرک کیا جاتا تھا۔ اور پتھر مٹی کے ڈھیلوں، گھر، درخت، گائے، بیل، گوبر، کو برابر تعظیمی سجدے ہو رہے تھے۔ کفر کی تاریکی کے مضبوط مستحکم قفل دلوں پر جڑے ہوئے تھے تمام لوگ جہل و کفر کے تاریک گڑھوں میں گرے ہوئے تھے۔

همه غافل از حکم دین و شریعت | همه بے خبر از خدا و پیمبر
نه هر گز کسے دیده هنجار قبله | نه هر گز شنیده کس الله اکبر

(سب کے سب دین و شریعت کے حکم سے غافل اور خدا اور پیغمبر کے حکم سے بے خبر تھے۔ کسی آنکھ نے کبھی قبلہ کو نہ دیکھا اور نہ اللہ اکبر کی آواز کسی کان نے سنی تھی)

یہ اسی آفتاب اہل یقین کا چمکارہ تھا جو حقیقت میں دین و مذہب کا مددگار و معاون تھا کہ ہندوستانی بلاد نورِ اسلام سے منور اور روشن ہو گئے۔

از تیغ او بجائے صلیب و کلیسا | در دارِ کفر مسجد و محراب و ممبر است
آنجا که بود نعره و فریاد مشرکان | اکنوں خروش نعرۂ الله اکبر است

(اس کی تیغ اسلام سے صلیب و گرجا کی جگہ بلاد کفر میں مسجد اور محراب اور ممبر نے جگہ پائی۔

اور جہاں مشرکوں کے نعرہ وفریاد کا شور تھا اب اللہ اکبر نے غلغلہ پیدا کیا)

جو شخص ان شہروں میں اسلام کے شرف سے ممتاز و معزز ہوا انکی اولاد بھی نسلاً بعد نسل قیامت کے زمانہ تک مسلمان رہے گی اور جن لوگوں کو تیغ اسلام کی بدولت دارِ حرب سے نکال کر دیارِ اسلام میں لایا جائے گا ان سب کے ثواب قیامت تک شیخ الاسلام کے دفترِ اعمال میں درج ہوں گے اور جو لوگ آپ کی متابعت کریں گے وہ اس متابعت کی وجہ سے آپ کے باجاہ وجلال دربار میں ہمیشہ آپ سے واصل و متوصل رہیں گے۔ منقول ہے کہ جس شب کو شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری قدس سرہ انتقال کرنے کو تھے اس رات کو چند بزرگوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے ہیں۔ خدا کا دوست معین الدین حسن سنجری آنے کو ہے اس لیئے ہم اس کے استقبال کے لیئے آئے ہیں۔ جب خواجہ نے انتقال کیا تو آپ کی پیشانی مبارک پر لوگوں نے یہ الفاظ لکھے دیکھے حبیب اللہ مات فی حب اللہ۔ یعنی خدا کے دوست نے خدا کی محبت میں انتقال کیا۔ خواجہ کا انتقال اجمیر میں ہی ہوا اور وہیں آپ کا روضہ مبارک ہے۔ اس بزرگ کے مزار کی خاک پاک دردمندوں کے دلوں کی دوا ہے خدا تعالیٰ تمام لوگوں کو اس کی سعادتِ زیارت سے بہرہ مند کرے آمین۔

شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین کے حالات

شیخ علی الاطلاق قطب باتفاق، اسرر کے سرچشمہ، انوار کے مطلع، دنیا جہان کی شمع، بنی آدم کے بادشاہ نامدار شیخ الاسلام قطب الحق والدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز ہیں۔ آپ جناب شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے مشہور اور نامور خلیفہ اور اکابر اولیاء کے سرتاج۔ اجلہ اصفیا کے مقتدا ہیں تمام اولیاء وقت اور اصفیاء عصر آپ کے معتقد و فرمانبردار تھے اور نہایت وقعت و قبول کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ "لی مع اللہ" کے شغل کے ساتھ موصوف اور ترک و تجرید کے ساتھ مخصوص تھے۔ آپ رجب المرجب کے مہینے ۵۲۲ ہجری میں شہر بغداد امام ابواللیث سمرقندیؒ کی مسجد میں شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد کرمانی اور شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد صفاہانی کے سامنے شیخ الاسلام شیخ معین الدین سنجری کی بیعت کے شرف سے ممتاز ہوئے اور آپ کے اعتقاد و ارادت کا حلقہ اطاعت کے کان میں ڈالا۔

شیخ الاسلام قطب الدین قدس سرہ العزیز کے مجاہدہ کا بیان

حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین فرماتے تھے کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فریدالحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے ایک یار نے پوچھا کہ شیخ الاسلام قطب الدین کا نسہ اور کندوری رکھتے تھے فرمایا نہیں ابتدا میں انکی زندگی نہایت عسرت اور تنگی سے بسر ہوتی تھی اول اول خواجہ ایک مسلمان بقال سے جو آپ کے پڑوس میں سکونت رکھتا تھا کچھ قرض لے لیا کرتے تھے اور آپ نے اس سے بتاکید فرمادیا تھا کہ جب تیرے تین سو درم ہو جائیں تو اس سے زیادہ قرض نہ دیجیو۔ چنانچہ بقال آپ کو قرض دے دیا کرتا اور جب کہیں سے کوئی تحفہ آپ کے پاس پہنچتا تو بقال کا قرض ادا کر دیا جاتا لیکن چند روز کے بعد خواجہ نے اس پر عزم بالجزم کر لیا کہ اب میں کسی سے کچھ قرض نہ لوں گا۔ ازاں بعد خدا کے فضل و کرم سے روزمرہ ایک بڑا کاک آپ کے مصلے کے نیچے سے پیدا ہوتا تھا جو سارے گھر کو کافی ہو جاتا تھا۔ بقال کو خیال ہوا کہ شاید شیخ مجھ سے ناراض ہیں جو اب قرض نہیں لیتے یہ سوچ کر اس نے اپنی بی بی کو شیخ کے حرم محترم کے پاس بھیجا کہ وہ اس بات کو دریافت کرے۔ دریافت کرنے کے بعد شیخ کے حرم محترم نے جواب دیا کہ اب شیخ کو قرض لینے کی حاجت نہیں ہے کیونکہ ہر روز ایک کاک آپ کے مصلے کے نیچے سے پیدا ہو جاتا ہے جو تمام اہلِ خانہ کو بس کرتا ہے بقال کی عورت یہ سن کر چلی گئی اور اب کاک کا ظاہر ہونا موقوف ہو گیا۔ شیخ نے اپنے حرم محترم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کاک کے ظاہر ہونے کی حکایت کسی کے آگے بیان کی ہے جواب دیا کہ ہاں بقال کی عورت سے اس کاک کا اظہار کیا گیا تھا۔ حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ شیخ معین الدین حسن سنجری نے شیخ قطب الدین کو پانچ سو درہم تک قرض کرنے کی اجازت دی تھی لیکن جب آپ کا کمال انتہائی درجہ کو پہنچ گیا تو پھر آپ نے اس سے کنارہ کشی کی۔

(معین الدین کو
راجہ کی لڑکی
پسند آگئی)
جس کے بارے
میں کتاب میں
کچھ اِس طرح
لکھا ہے

هو المعین

Jahan-ara Bigam

کتاب مستطاب متضمن سوانح حالات قدسی آیات مع تذکرہ کرامات و

وقائع حضرت خواجۂ خواجگاں

سلطان العارفین قطب المشائخ ولی الہند خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رح

Munis al-Arvah

الموسوم بہ

معین الارواح

ترجمہ

مونس الارواح

مصنفہ شاہزادی نیک نہاد رابعہ ثانی حضرت جہاں آرا بیگم بنت اعلیٰ حضرت شاہجہاں بادشاہ

جسکو باہمائی مالک مطبع ہذا

ناظر بیان شاعر نازک خیال مولوی محمد وحید قسیم صاحب کلیم قادری اویسی متوطن بلگرام

نے ترجمہ کیا

منصور حیدر راجہ

مطبع رضوی دہلی میں سید میر حسن کے اہتمام سے چھپی

قول ضعیف ہیں صحیح یہ ہے کہ آپ دو اہل رکھتے تھے اور فرزند بھی پیدا ہوئی جیسا کہ شیخ
عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں لکھا ہی کہ آپ کی دو منکوحہ تھیں ایک
بی بی عصمت رح جنکا حال پہلے تحریر ہوا دوسری بی بی امۃ اللہ رح انکے نکاح میں آنیکا
سبب یوں لکھا ہی کہ خواجہ صاحب نے ایک شب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب میں دیکھا کہ فرمایا کہ ای نور نظر تو نے ہماری سنتوں سے ایک سنت ترک کی ہے
اتفاقاً حاکم قلعہ بیٹلی ملک خطاب نام جو آپ کا مرید تھا حدود کفار پر تاخت کر کے

راجہ کی لڑکی کو جو اسیر ہوئی تھی حضور کی خدمت میں لایا آپ نے قبول کی اور امۃ اللہ
اسکا نام رکھا ان دونوں خاتونوں سے اولاد ہوئی حضرت بی بی حافظ جمال ع بی بی
امۃ اللہ رح سے پیدا ہوئیں بی بی حافظ جمال رح کی قبر پدر بزرگوار کی پائنتی ہے۔
ان کے شوہر شیخ رجبی تھے شیخ موصوف کا مرقد ناگور کے قصبات سے ایک قصبہ میں
حوض منڈلا کے کنارے پر ہے اِس بی بی سے دو لڑکے پیدا ہوئے وہ عالم
طفولیت میں انتقال کر گئے اور عوام کا قول ہی کہ بی بی حافظ جمال خواجہ صاحب
کی دختر خواندہ تھیں مگر یہ بات نامعتبر ہے۔ لکھا ہی کہ آپ کے تین فرزند تھے
شیخ ابو سعید اور شیخ فخر الدین اور شیخ حسام الدین اور اس میں اختلاف ہے کہ
یہ بی بی عصمت سے ہیں یا بی بی امۃ اللہ سے سید محمد گیسو دراز کہ شیخ نصیر الدین
چراغ دہلی قدس اللہ سرہ العزیز کے ... [illegible]

معین الدین کی
ایک اور بیوی
بھی تھی
جس کا قصہ کچھ
یوں ہے
ایک دن اس نے
ایک خواب دیکھا

نبی پاک صلی اللہ
علیہ وسلم نے
فرمایا
اگر تم میری سنت
سے انحراف کرو
گے تو
تم میرے دین میں
نہیں رہو گے

اسی رات پاٹلی قلعہ
کے قلع دار ملک
خطاب نے
کفار پر حملہ کیا اور
وہاں کے بادشاہ کی
بیٹی
اس کے ہاتھ لگ
گئی

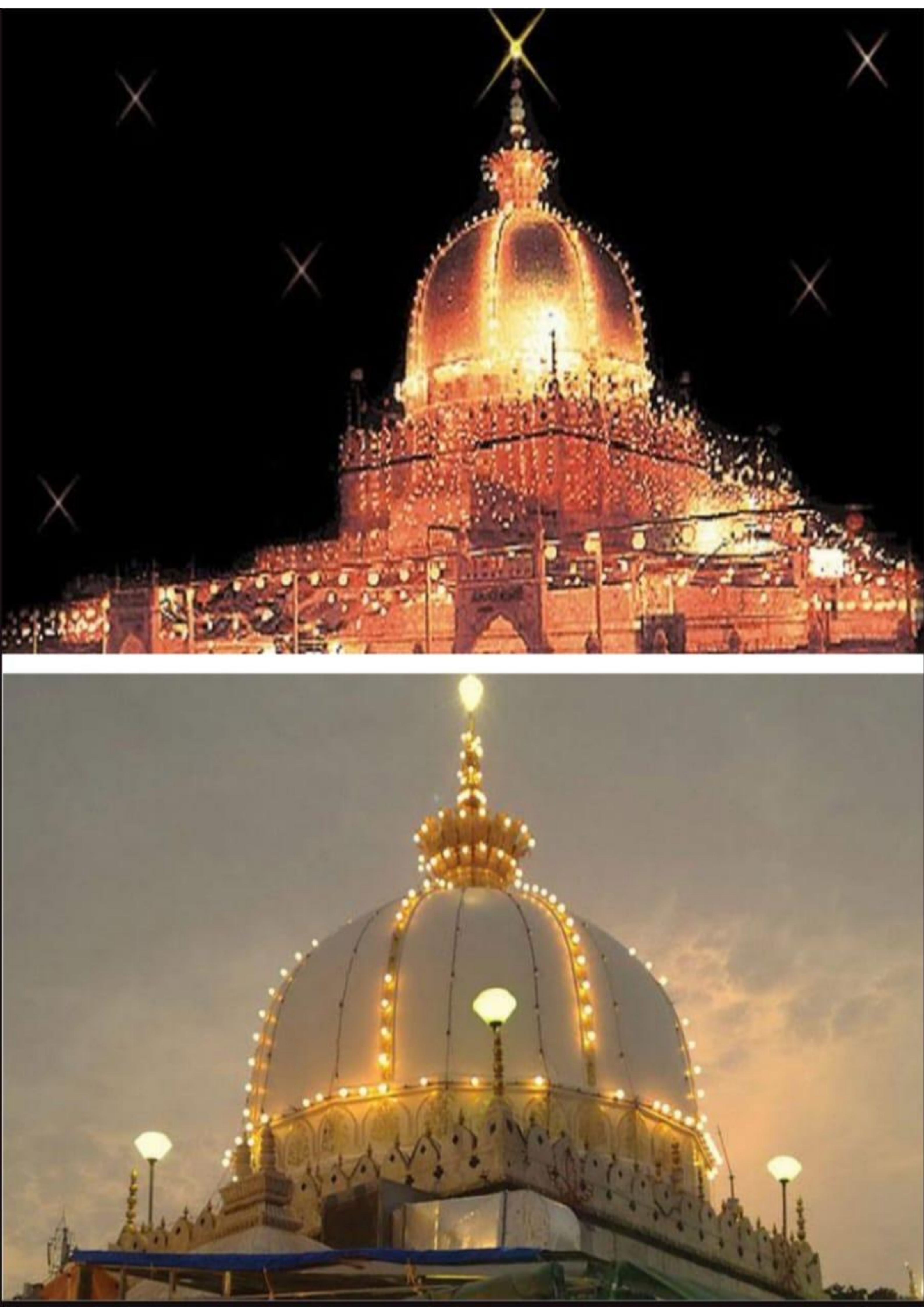
اس نے لڑکی معین
الدین کو تحفے میں
دی
معین الدین نے
اسے قبول کر لیا
اور
اس کا نام بی بی
امت اللہ رکھا

اجمیر کے
راجہ اور تمام
ہندوؤں کے قتل
کے بعد ہی
راجہ کی لڑکی
لُوٹی گئی ہو گی

معین الدین
چشتی راجہ کی
لڑکی کے ساتھ
زنا بالجبر کر
رہے تھے)

معین الدین نے راجہ
شادی دیو کے گھر
کو ہی
اپنے رہنے کے لئے
انتخاب کیا
یہ وہی جگہ ہے
جہاں آج خواجہ کا
مقبرہ کھڑا ہے


سلطان الہند
حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ



معین الدین کی
پہلی بیوی بی بی
عصمت تھی
معین الدین کے
لڑکے خواجہ
فخرالدین، خواجہ
ضیاء الدین ابو

سعید اور خواجہ حسام الدین ابو صالح معین الدین چشتی کی لڑکی بی بی حافظ جمال تھی

ہندوستان پر حملہ ^



مرکزی مضمون: غور کے محمد کی ہندوستانی مہمات

ابتدائی حملے



1175 میں جنوبی ایشیا کی اہم سیاسیات، برصغیر پر غوری سلطنت کے حملے کے موقع پر (اورنج لائن: غور کے محمد کے تحت 1175 سے 1205 تک غورید کی علاقائی فتوحات).[23]

افغانستان کے صوبہ
غور کے علاقے کا
غوری خاندان کا محمد
غوری جب 1173
میں اپنی حکومت
سنبھالتا ہے تو
ہندوستان پر حملہ
کرنے کا پلان بناتا ہے

تو غوری ہندوستان
پر حملہ کرنے سے
پہلے ہی اپنے
جاسوسوں کو
ہندوستان بھیج دیتا
ہے، ہندوستان پہنچ
کر وہ جاسوس، ولی
اللّٰہ بن جاتے ہیں

غوری کے جاسوس
صوفی کا بَہْرُوپ اپنا
کر ہندوستان میں
داخل ہو جاتے ہیں،
اُن تمام جاسوس کو
آج دنیا ہندوستان کے
ولی اللّٰہؒ کے نام
سے جانتی ہے

Islamic Jihad

A Legacy of Forced Conversion, Imperialism, and Slavery



M. A. KHAN

Editor, Islam-watch.org

اُنہیں جاسوسوں
میں سے ایک
جاسوس معین الدین
چشتی بھی تھے ،
ایم اے خان آگے
اپنی کتاب میں
لکھتے ہیں کہ

معین الدین چشتی، پرتھوی راج چوہان کو پکڑوانے کے بعد کہتا ہے کہ، ہم نے پتھورا (پرتھوی راج) کو پکڑ کر اسلام کی فوج کے حوالے کر دیا ہے

Chishti had credited himself for Prithviraj's capture, writing, "We have seized Pithaura (Prithviraj) and handed him to the army of Islam."

Khwaja Moinuddin and his Hindu hate

Records say that the much revered Khawaja of the Ajmer Dargah had a deep-seated hatred towards Hindus. He was among the very first Sufi saints to arrive in India where Delhi was under the rule of Sultan Iltutmish. Having arrived in Ajmer, Chishti reportedly saw a number of temples near the Anasagar lake and promised that he will have them razed to the ground.

Khan writes further that every day, Khwaja's followers used to bring a cow and they used to slaughter it near a prominent temple where the local Raja [illegible]indus used to pray, cook kebabs from the cow's meat to eat, just to show

Khan writes further that every day, Khwaja's followers used to bring a cow and they used to slaughter it near a prominent temple where the local Raja and Hindus used to pray, cook kebabs from the cow's meat to eat, just to show contempt towards the local Hindus.

Khwaja Moinuddin Chisti (1141–1230), probably the second-greatest Sufi saint of India after Nizamuddin Auliya, demonstrated a deep-seated hatred toward Hindu religion and its practices. On his arrival near the Anasagar Lake at Ajmer, he saw many idol-temples and promised to raze them to the ground with the help of Allah and His Prophet. After settling down there, Khwaja's followers used to bring every day a cow (sacred to Hindus) near a famous temple, where the king and Hindus prayed, slaughter it and cook kebab from its meat—clearly to show his contempt toward Hinduism. 'In order to prove the majesty of Islam, he is said to have dried the two holy lakes of Anasagar and Pansela (holy to Hindus) by the heat of his spiritual power.'[cdvi] Chisti also came to India with his disciples to fight Jihad against the infidels and participated in the treacherous holy war of Sultan Muhammad Ghauri in which the kind and chivalrous Hindu King Prithviraj Chauhan was defeated in Ajmer. In his Jihadi zeal, Chisti ascribed the credit for the victory to himself, saying, "We have seized Pithaura (Prithviraj) alive and handed him over to the army of Islam."[cdvii]

MA Khan's Islamic Jihad

Chishti had come to India to fight Jihad on the side of the Sultan Muhammad Ghauri against the Hindu King Prithviraj Chauhan. Chishti had credited himself for Prithviraj's capture, writing, "We have seized Pithaura (Prithviraj) and handed him to the army of Islam."

Title Page Table of Contents

Common terms and phrases

According Akbar Allah amongst Muslims Arab Arabia attack Aurangzeb Banu Nadir Banu Qaynuqa Banu Qurayza barbaric Battle Battutah became Bengal British brutal Caliph campaign captives captured century Christian civilization conquered conquest converted to Islam creed culture death Delhi destroyed dhimmi Egypt Elliot & Dawson embrace Islam Emperor enslavement European exploitation faith Ferishtah fighting Hindus Hindus and Sikhs holy Ibid Ibn Battutah Ibn Ishaq Ibn Warraq imperial India infidels Islamic rule Jewish Jews Jihad jizyah Ka'ba Kashmir Khan Khaybar killed lands large numbers massacre Mecca Medina mission mosque Muslim historians Muslim invaders Muslim League Muslim rulers Nehru non-Muslims Omar Ottoman Pagan Pakistan palace peaceful percent Persian plunder population pre-Islamic Prophet Muhammad Punjab Qasim Quran Quraysh raids records reign religion religious scholars Shah Sharia Sikhs Sindh slaughter slave-trade slavery slaves Sufi saint Sufis Sultan Mahmud Sultan Moulay sword temples thousands tribe Tughlaq Umayyad verses violence women and children wrote

Mecca Medina mission mosque Muslim historians Muslim invaders Muslim League Muslim rulers Nehru non-Muslims Omar Ottoman Pagan Pakistan palace peaceful percent Persian plunder population pre-Islamic Prophet Muhammad Punjab Qasim Quran Quraysh raids records reign religion religious scholars Shah Sharia Sikhs Sindh slaughter slave-trade slavery slaves Sufi saint Sufis Sultan Mahmud Sultan Moulay sword temples thousands tribe Tughlaq Umayyad verses violence women and children wrote

About the author (2009)

M. A. Khan, a former Muslim, is a freethinker and liberal humanist. He holds a master's degree in journalism and is an independent researcher, freelance writer, and editor of the Islam-watch.org Web site.

Bibliographic information

Title	Islamic Jihad: A Legacy of Forced Conversion, Imperialism, and Slavery
Author	M. A. Khan
Publisher	iUniverse, 2009
ISBN	1440118485, 9781440118487
Length	388 pages
Subjects	Religion › Islam › History Religion / Islam / History

ابھی انٹر نیٹ کو
ہندوستان میں آئے
کتنا دن ہُوا ؟ میں نے
جو باتیں مضمون
میں لکھیں ہیں، تمام
باتیں اجمیر درگاہ
کے ویبسائٹ پر
لکھیں ہُوئی تھے

بہت سے لوگوں
نے اجمیر درگاہ
کی ویبسائٹ پر
موجود اُن تمام
باتوں کا اسکرین
شاٹ لے کر
محفوظ کرلیا ہے

ترائین کی پہلی
جنگ 1191
عیسوی میں
پرتھوی راج چوہان
سے شکست کھانے
کے بعد محمد غوری
غزنی فرار ہو گیا

ترائین کی پہلی جنگ

مضمون بات کرنا






ترائین کی پہلی جنگ ، جسے **تراوڑی کی پہلی جنگ** بھی کہا جاتا ہے ، 1191 میں غور کے محمد کی زیرقیادت حملہ آور غوری فوج اور پرتھوی راج چوہان کی زیر قیادت راجپوت کنفیڈریسی کے درمیان ترائن (ہریانہ ، ہندوستان میں جدید تراوڑی) کے قریب لڑی گئی۔ جنگ راجپوتوں کی فیصلہ کن فتح پر ختم ہوئی۔ تاہم غور کا محمد فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور غزنی واپس چلا گیا۔

ترائین کی پہلی جنگ
محمد آف غور کی ہندوستانی مہمات کا حصہ



ترائین کی پہلی جنگ کا مقام

غوری فوجوں کو شکست دینے کے بعد، وہ غزنی کی طرف پسپائی اختیار کر گئے اور راجپوت فوج کو موخر کرنے کے لیے قلعہ طبرہند (موجودہ بھٹنڈہ) کو محفوظ بنانے کے لیے ضیاء الدین تولکی کے ماتحت 2,000 سپاہیوں کی چھاونی چھوڑ دی اور ان کو وہاں رکھنے میں کامیاب رہے -

لیکن قلعہ طبرہند کو
محفوظ بنانے کے
لئے اپنے جنرل
ضیاء الدین تولکی
کی قیادت میں دو
ہزار سپاہیوں کی
چھاؤنی کو چھوڑ گیا

ضیاء الدین تولکی آٹھ
نَو مہینے تک لڑتا رہا
اور قلعہ طبرہند چھاؤنی
کو بچانے میں کامیاب
رہا دوبارہ محمد غوری
1192 میں پھر آتا ہے
اور پرتھوی راج چوہان
کو شکست ہوتی ہے

Adhai Din Ka Jhonpra

Article Talk






Adhai Din Ka Jhonpra (literally "shed of 2½ days") is a historical mosque in the city of Ajmer in Rajasthan, India. It is one of the oldest mosques in India, and the oldest surviving monument in Ajmer.

Adhai Din Ka Jhonpra

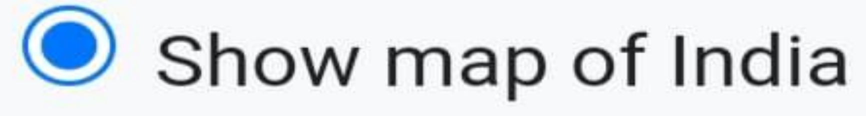


Screen wall of the mosque

Location	
Location	Andar Kot Rd, jharneshwar Mandir road
Municipality	Ajmer
State	Rajasthan



Location in Rajasthan, India



Show map of India

Show map of Rajasthan

Show all

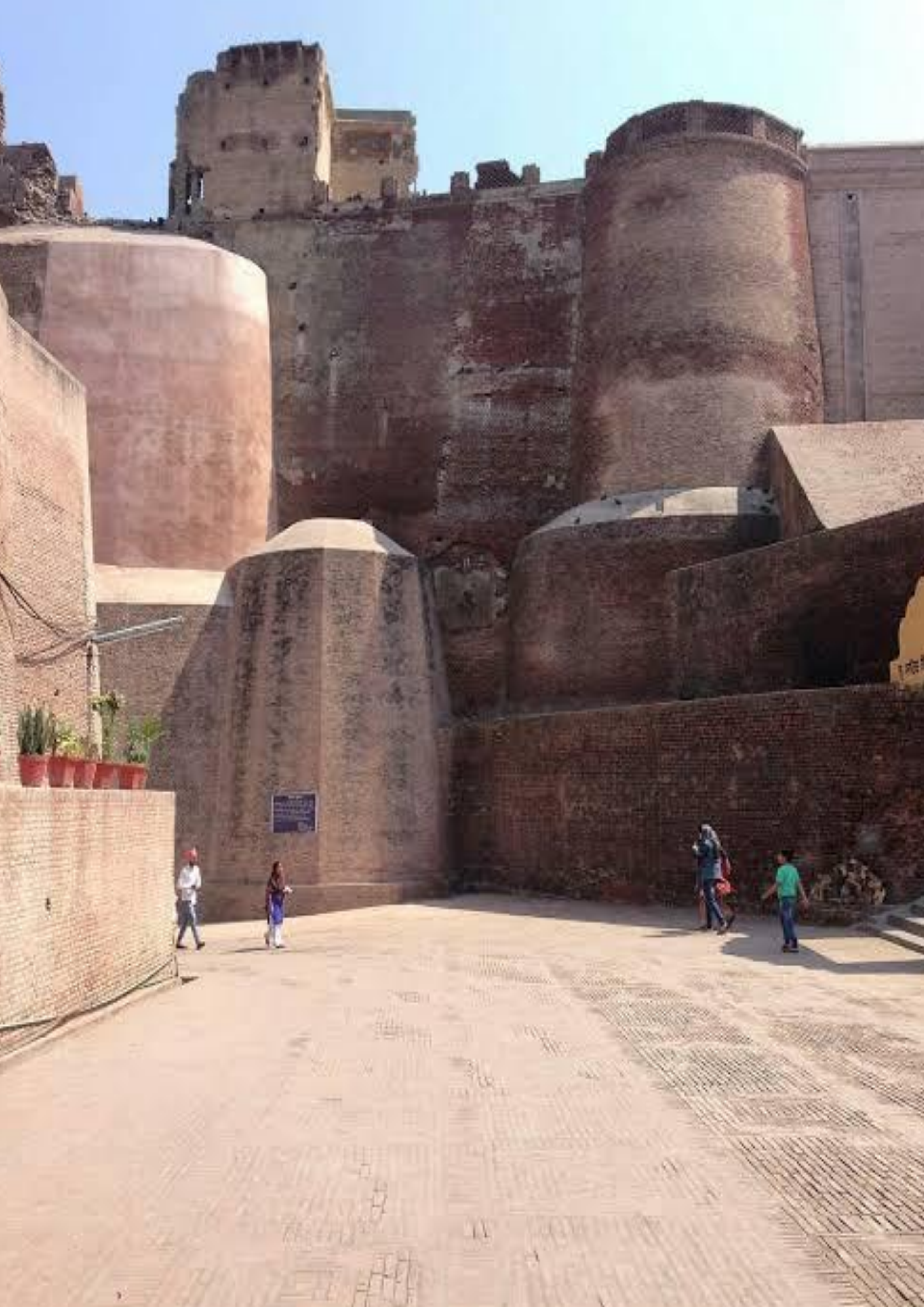
Geographic coordinates  26.455071°N 74.6252024°E

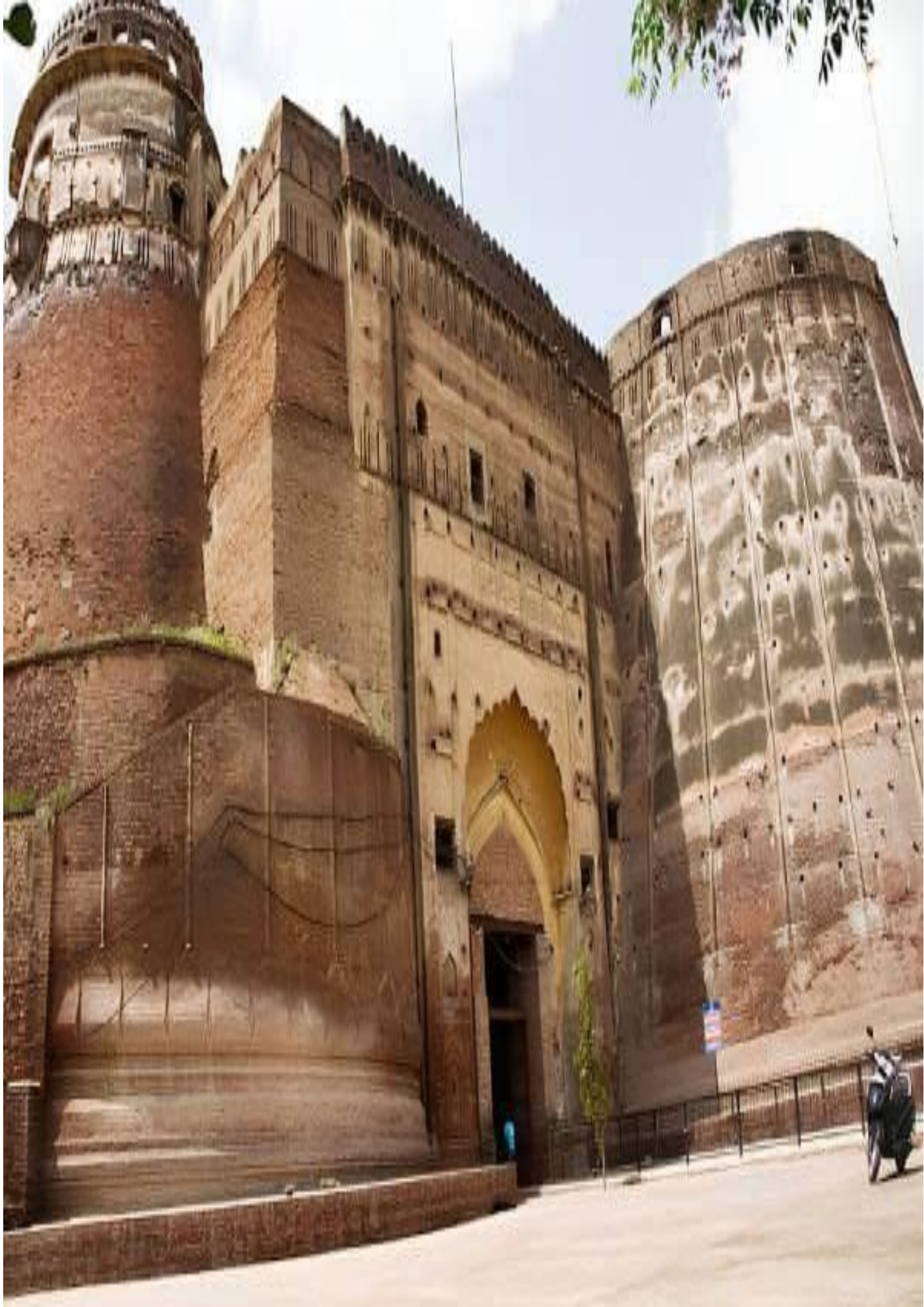
اجمیر درگاہ سے
متصل موجودہ مسجد
اڑھائی دن کا جھونپڑا
جو پہلے ہِندُوؤں کا
سنسکرت کالج اور
مندر ہُوا کرتا تھا
مسلمانوں نے 1194
میں توڑ دیا

اُس وقت اسلامی
لُٹیروں کے نزدیک
قرآن کو چھوڑ کر
کسی اور زبان کا علم
کُفر اور حرام تھا لہذا
اُس وقت ہندوستان
کے تمام کالج توڑ کر
بند کرا دئیے گئے

اور انہیں ہِندُوؤں کے توڑے گئے کالجوں اور مندروں کو اپنی مسجدیں بناتے چلے گئے، اُس وقت ہِندُو کالجوں کے ساتھ ہی مندر بھی ہُوا کرتے تھے







ہِندُوؤں کے
سنسکرت کالج کو
ہی مسلمانوں نے
1194 میں مسجد
میں تبدیل کر دیا
اور نام رکھا اڑھائی
دن کا جھونپڑا

وہ ہِندُو سنسکرت
کالج کو شکمبھاری
چاہماناا (چوہان)
خاندان کے بادشاہ
ویگرہاراجہ چہارم
(عرف وشالدیو)
نے بنایا تھا




gettyimages
Credit: Godong
923744438

اصل عمارت مربع
شکل کی تھی
جس کے ہر کونے
پر ایک ٹاور
چھتری (گنبد نما
پویلین) تھا





ہِندُوؤں کے
سنسکرت کالج
کے بغل ہی
بھگوان سرسوتی
کے لئے وقف
ایک مندر مغربی
جانب واقع تھا





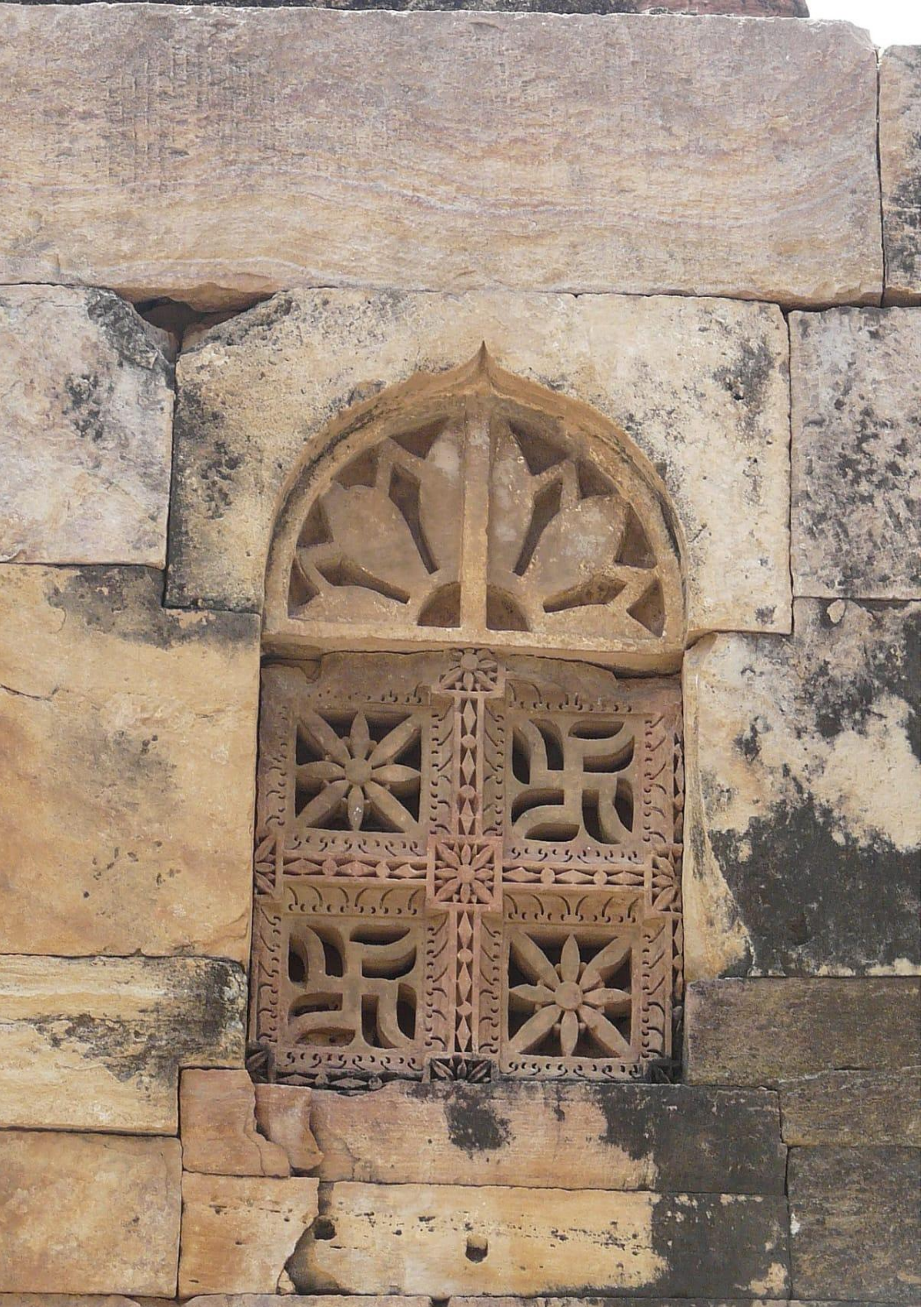
کیٹرینا مرکون
میکسویل اور
میریجکے
رجسبرمین کے
مطابق، سنسکرت
کالج ایک جین
ادارہ تھا





اور تعمیراتی سامان ہِندُو
مندروں سے لیا گیا تھا۔
اے ایس آئی کے ڈائریکٹر
جنرل الیگزینڈر کننگھم نے
قیاس کیا کہ عمارت میں
استعمال ہونے والے ستون
شاید 20-30 مسمار کئے
گئے، ہِندُو مندروں سے
لئے گئے تھے،





جن میں کل کم از کم 700 ستون تھے۔ ستونوں کے نوشتہ جات کی بنیاد پر، اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ اصل مندر 11ویں یا 12ویں صدی عیسوی کے ہیں





الیگزینڈر کننگھم
نے رپورٹ میں
مزید برٹش ایمپائر
کے لیفٹیننٹ کرنل
جیمز ٹوڈ کو
منسوب کیا





جنہوں نے مسجد
کا دورہ کیا تھا
ٹوڈ نے کہا تھا کہ
پوری عمارت اصل
میں جین مندر ہو
سکتی ہے

مسجد اڑھائی دن کا
جھونپڑا کی دَر و
دیوار چیکھ چیکھ کر
گواہی دے رہیں ہیں
کہ وہ ہِندُوؤں کی
عمارت ہے، ایماندار
انسانوں کے لئے

مستقبل میں مسجد
اڑھائی دن کا
جھونپڑا پر مقدمات
ہوں گے اور ہِندُو اپنا
قدیم کالج اور مندر
مسلمانوں سے چھین
لیں گے

مستقبل میں
ہندوستان کے
ہِندُو اپنی اُن تمام
عمارتوں کو
مسلمانوں سے
چھین لیں گے

جن عمارتوں پر
اسلامی لُٹیروں نے
مسجد، مقبرے،
امام بارگاہ اور
قبرستان بنا لیا
تھا، جن کی تعداد
ہزاروں میں ہے

قدیم

ہندوستان کی

جن مندروں کو توڑ کر

مسجد بنا لی گئیں

کیا اُس میں نماز پڑھنا

انسانیت ہے ؟

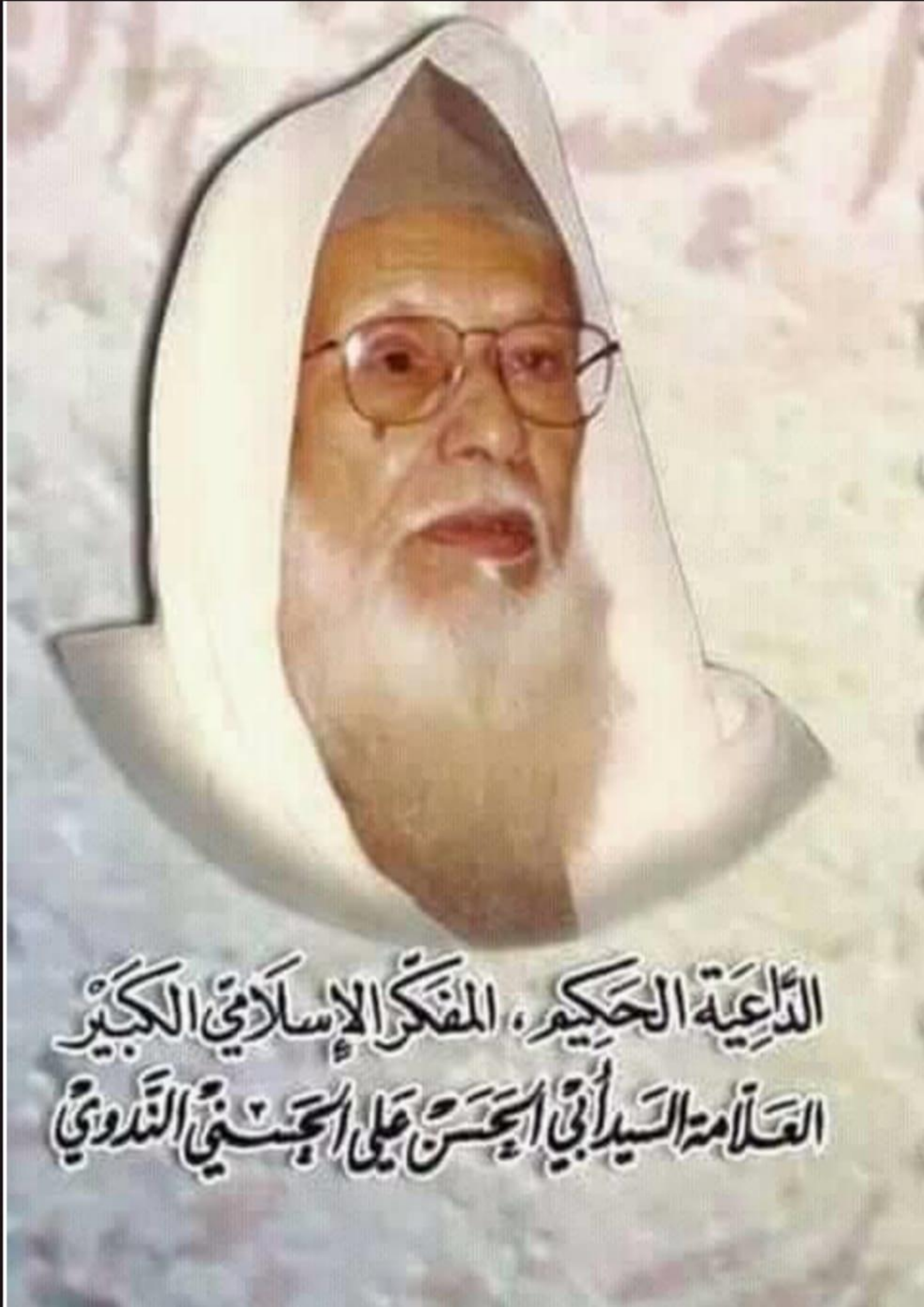
ہندوستان اور دنیا کے معروف مولانا علامہ ابو الحسن علی حسنی ندوی (مشہور بہ علی میاں) کے والد

علامہ ابو الحسن علی حسنی ندوی



ابو الحسن علی ندوی




الداعية الحكيم، المفكر الإسلامي الكبير
العلامة السيد أبي الحسن علي الحسني الندوي


عية الحكيم، المفكر الإسلامي
لامة السيد أبي الحسن علي الحسني

علامہ حکیم سید عبد الحی حسنی (1869-1923ء) مشہور ہندوستانی عالم، مؤرخ، ادیب اور ندوۃ

العلماء کے ناظم

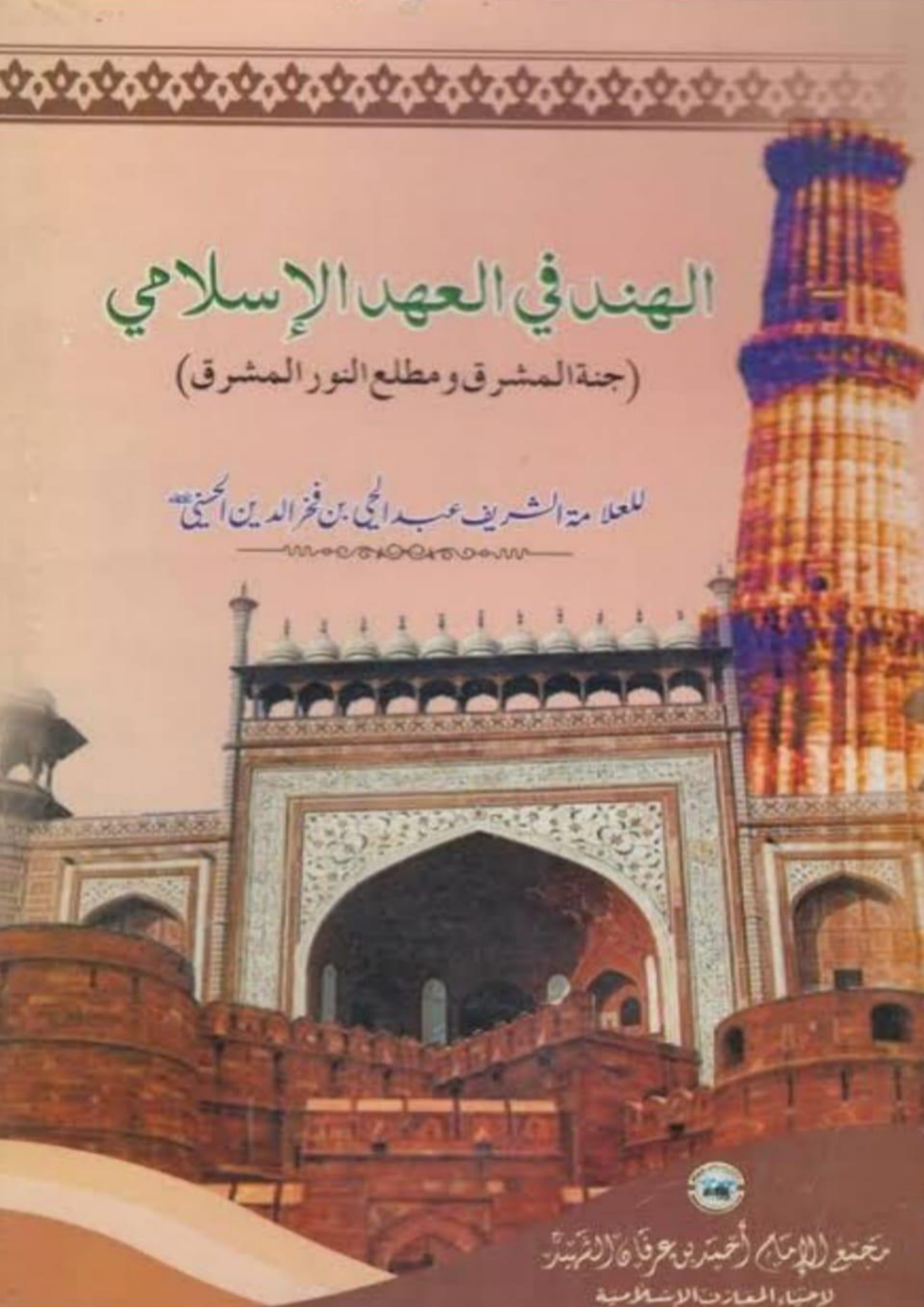
نے

اپنی کتاب الہند فی العہد الاسلامی

کے

صفحہ نمبر 349

سے 355 پر



الهند في العهد الإسلامي
(جنة المشرق ومطلع النور المشرق)
للعلامة الشريف عبد الحي بن فخر الدين الحسني
مجمع الإمام أحمد بن عرفان الشهيد
لإحياء المعارف الإسلامية

اُن بہت سی مساجد
کو تفصیل سے لکھ
رکھّا ہے
جنہیں ہندوستان کی
مندروں کو توڑ کر
بنایا گیا ہے
نیچے تفصیل سے
پڑھیں

الفصل الرابع
في ذكر الجوامع والمساجد بالهند

اعلم أنَّ الملوك الإسلاميين قدأسَّسوا الجوامع والمساجد بالهند، ولاتكاد تُضبط كثرةً، وكذلك الأمراء، قدأسسوا في كلّ بلدة، وعمالة، وقرية، وبذلوا عليها أموالاً طائلةً، لايقدر أحد أن يضبط كلّ ذلك، فلنذكر المعروف هاهنا، ولنطو ذكر الباقي، فأول جامع أسس بمدينة دهلى - على ماأحفظ - الجامع الذي يسمونه قبة الإسلام أو قوة الإسلام، بناه قطب الدين أيبك سنة ٥٨٧ هـ، ولما رجع من بلدة غزنة سنة ٥٩٢ هـ . شرع في بناء الجامع الكبير بأمر السلطان شهاب الدين الغوري من حمر الحجارة المنحوتة أبدع نحت ، ثم لما ولي الملك بعده شمس الدين أيلتمش ، أضاف إلى جانبيه أبنيةً كثيرةً من بيض الحجارة ، وفي أحد جانبيه المنارة العظيمة ، لايكاد يوجد مثلها في الدنيا في الحسن والمتانة ، ولما ولي الملك علاء الدين محمد شاه الخلجي ، أصلح بعض بنائه ، وأمر ببناء المنارة الثانية سنة ٧١١ هـ ، فلم يتم له البناء لحلول الأجل قبل بلوغه إلى منتهى الأمل ، ثم لما ولي الملك محمد شاه تغلق تصدىً بتجديد البناء من الحجارة المنحوتة أبدع نحت ، وهذا الجامع رآه الشيخ محمد بن بطوطة المغربي ، ووصفه في كتابه ، قال: "إنه كبير الساحة ، حيطانه ، وسقفه ، وفرشه كلُّ ذلك من الحجارة البيض المنحوتة أبدع نحت، ملصقة بالرصاص أتقن إلصاق، وفيه ثلاث عشرة قبة من حجارة، ومنبره أيضاً من الحجر، وله أربعة من الصحون، وفي وسط الجامع العمود الهائل الذي كان من "هفت جوش" انتهى.

ومنها الجامع الذي بناه فيروزشاه الدِّهلوي عند ضريح الشيخ نظام الدين البدايوني ببلدة غياث بور بدهلي سنة ٧٩٥ هـ ، وقيل : إنه بناه خضرخان وشادي خان ابنا السلطان علاء الدين الخلجي نحو سنة ٦٩٥ هـ ، وهذا المسجد في غاية من الحسن والمتانة ، كله من حمر الحجارة المنحوتة أبدع نحت ، وفيه ثلاثةُ أصحن متسعة ، عليها قبابٌ عاليةٌ البناء ، كلُّها من حمر الحجارة .

ومنها الجامع الكبير ، الذي بناه فيروز شاه المذكور ببلدة فيروز آباد ، بدهلي ، وكان جميل الصنعة ، متقن البناء ، ذا قباب عالية ، إحداها كانت مثمنة ، من الحجارة المنحوتة ، بديعة المثال ، نحت فَي جوانبها الثمانية ثمانية أبواب (من كتابه «الفتوحات الفيروزية») وليس له عين ولا أثر في هذا العصر .

ومنها الجامع الكبير؛ الذي أسسه سكندر شاه الكشميري ببلدة «سرى نكر» سنة ٧٩٥ هـ في غاية الحسن والمتانة ، أحرقته النار بعد مدَّة من الزمان ، فأمر ببنائه حسين شاه الكشميري على أساس قديم ، ولكنه مات قَبل أن يتم البناء ، فشمر له وزيره إبراهيم الماكري ، وأتمَّ بناءه سَنة ٩٠٩ هـ ، وهو من أبدع الأبنية بأرض كشمير ، استحسنه جهانكير ، وذكره في كتابه المعروف بتزك جهانكيري .

ومنها الجامع الكبير بقلعة «كلبركه» من أبنية الملوك البهمنيين على مثال الجامع الكبير بقرطبة من بلاد الأندلس ، فيه مئة وإحدى عشرة قبة ، أكبرها مرتفع من الأرض بقدر خمسة وسبعين قدماً ، أما السقف منها ، فطوله شرقاً وغرباً (٢٢٥) قدماً ، وعرضه شمالاً وجنوباً (١٦٨) قدماً ، وله بابان شمالاً وجنوباً ، وهذا المسجد يسع ستمئة ألف رجل ، كما في تاريخ «بيجابور» .

ومنها الجامع الكبير ، الذي بني في عهد أحمد شاه الكجراتي بمدينة أحمد آباد سنة ٨١٧ هـ على ثلاثمئة واثنتين وخمسين سارية ، غير سواري الإيوانات الشمالية والجنوبية ، وطوله غَير طول الصحن مئة ذراع ، وعرضه غير عرض الصحن خمسون ذراعاً ، وارتفاع المنارتين مئة وست وثمانون ذراعاً ، وله منارتان مرتفعتان غاية الارتفاع ، وثلاثة أبواب عالية البناء ، كما في «مرآة سكندري» .

ومنها الجامع الكبير ، الذي بناه إبراهيم الشرقي بمدينة «جونبور» من

الحجارة المنحوتة، وهو يشتهر بمسجد "أثاله" بفتح الهمزة، كان يصلي فيه السلطان الجمعة والعيدين، والقاضي شهاب الدين الدولة آبادي يدرس به، وحول حجراتٌ كثيرةٌ للطلبة.

ومنها الجامع الكبير أسسه إبراهيم الشرقي المذكور ببلدة جونبور سنة ٨٤٢هـ . ومات قبل أن يتم البناء ، فاعتني به محمود والحسين وبذلا عليه أموالاً طائلة، وتمَّ بناؤه في سبع سنين من الحجارة المنحوتة العظيمة ، كأنه جبل شامخ فوق الأرض، وهو ممالانظير له بأرض الهند في العظم والرفعة.

ومنها الجامع الكبير ، الذي بناه شاه احمد البهمني ببلدة أحمد آباد "بيدر" بكسر الموحدة ، طوله مئة ذراع، وعرضه أربع وعشرون ذراعاً، وأروقته في الطول سبعة عشر ذراعاً ، وفي العرض عشرة أذرع، أنفق على بنائه مئتي ألف ربية، كما في "مختار الأخبار".

ومنها الجامع الكبير، الذي بناه محمود شاه الخلجي صاحب "مالوه" ببلدة "ماندو" (مندو) ، شامخ البنيان من الحجارة المنحوتة ، استحسنه جهانكير، وذكره في كتابه المعروف بتزك جهانكيري ، وقال: إنَّه من أبنية "هوشنك" ، والصواب أن هوشنك شرع في بنائه ، وأتمه محمود، وأضاف إليه.

ومنها الجامع الكبير ، الذي بناه على عادل شاه البيجابوري بمدينة بيجابور بغاية الفساحة والرفعة سنة ٩٨٥ هـ ، وهو مما يعجب المتفرجين ، كما في "بساتين السلاطين".

ومنها الجامع الكبير ببلدة قنوج داخل القلعة في مكان مرتفع، وهو من أبدع المساجد قيل: إنه بناه إبراهيم الشرقي سنة ٨٠٩ هـ ، كما في "غرابت نكار".

ومنها الجامع الكبير ببلدة "أثاوه" ، قريباً من نهر "جمنا " في مكان مرتفع، وهو على شكل مسجد قنوج المذكور، لعلّه من أبنية ملوك الشرق.

ومنها الجامع الكبير بمدينة برهانبور، وبناه عادل شاه بن المبارك الفاروقي

البرهانبوري من الحجارة المنحوتة سنة ٩٧٧ هـ، وهو من أبدع مساجد الهند.

ومنها المسجد الكبير الذي بناه بابر شاه التيموري ببلدة ، "أجودهيا" من الحجارة المنحوتة سنة ٩٢٣هـ.

ومنها "مكّةَ مسجد" بحيدر آباد، شرع في بنائه محمد قطب شاه سنة ١٠٢٣هـ من الحجارة المنحوتة ، وأنفق على بنائه عشرين ألف "هن" . وسماه البيت العتيق " (١) ، ومات قبل أن يتم البناء ، فاعتنى به عبدالله قطب شاه ثم أبوالحسن تانا شاه ، ثم عالمكير بن شاهجهان الدهلوي ، وهوالذى أتمه سنة ١٠٩٨ هـ، وبدّل اسمه بمكة مسجد، طوله سبعون ذراعاً ، وعرضه ثلاث وأربعون ذراعاً، وارتفاعه تسع وأربعون ذراعاً ، كما في "حديقة العالم.

ومنها "جهان نما" الجامع الكبير ببلدة شاهجهان آباد ، بناه شاهجهان بن جهانكير الدَّهلوي في ست سنين، وأنفق عليه ألف ألف ربية ، وهوعلى أكمة خارج القلعة المعلاة على مسافة ألف ذراع منها على جهة المغرب، وهو كبير الساحة ، حيطانه وسقفه وفرشه من حمر الحجارة ، وفي جهاته الأربع إيوانات ، وأربع قباب من تلك الحجارة ، وفي داخل المسجد ثلاث أصحن، وعليها ثلاث قباب من بيض الحجارة المنحوتة أبدع نحت، ملصقة بالرصاص أتقن إلصاق ، وفيه منارتان مرتفعتان غاية الارتفاع من بيض الحجارة ، تتخللها الحجارة السوداء ، وعليها قبتان ، وفيه ثلاثة أبواب منيعة مرتفعة في الجهات الشمالية والجنوبية والشرقية ، وفي الساحة الكبيرة حوض ملآن من الماء للوضوء ، وفي أبواب المسجد وطاقاته كتاباتٌ من الحجارة السود المنحوتة من الآيات الكريمة ، وهو مما لانظير له في الدنيا.

ومنها "موتى مسجد" ببلدة أكبر آباد داخل القلعة ، بناه شاهجهان بن جهانكير المذكور في سبع سنين ، وبذل عليه ثلاثمئة ألف ربية، كله من

---

(١) وتسميته مبنية على حساب الجمل، أي : تاريخ بدء بنائه (١٠٢٣)

المرمر ، ارتفاعه من سطح الأرض أحد عشر ذراعاً ، وفيه ثلاث قباب ، قطر كلّ واحدة منها تسعة أذرع ، وفيه ثلاث ساحات ، منها إحدى وعشرين أود وستة أبراج ، وعلى كلّ واحدة منها قباب على الشكل المثمن ، قطر كلّ واحدة منها أربعة أذرع ، وطول المسجد ست وخمسون ذراعاً ، وعرضه إحدى وعشرون ذراعاً ، وارتفاع المسجد عن الساحة الكبيرة بقدر ذراع ، وفي جهتيه منارتان مرتفعتان ، طول كلّ واحدة منهما مئة وسبعون ذراعاً ، والعرض ثلاث أذرع ونصف ، وعلى ظاهره كتابةً من الحجارة السوداء ، وفي الساحة الكبيرة حوض ملآن من الماء للوضوء ، وفي جهاته الثلاث إيوانات من المرمر ، وأبواب ثلاثة في الشرق ، والجنوب ، والشمال ، غاية في الحسن والارتفاع .

ومنها الجامع الكبير ، الذي بناه شاهجهان المذكور ببلدة أجمير في مقبرة الشيخ معين الدين السّجزي ، كله من المرمر ، وفيه أحد عشر محراباً ، وطوله خمس وخمسون ذراعاً ، وعرضه عشرة أذرع ، وطول الساحة سبعون ذراعاً ، وعرضها أربعة عشر ذراعاً ، وأمر ببنائه سنة ١٠٣٧ هـ .

ومنها الجامع الكبير ، الذي بنته نواب جهان آرابيكم بنت شاهجهان المذكور ببلدة آكره خارج القلعة من حمر الحجارة المنحوتة ، وأنفقت عليه خمسمئة ألف ربية ، كما في «بادشاه نامه» .

ومنها المسجد الفتحبوري ببلدة شاهجهان آباد ، بنته نواب فتحبوري بيكم زوجة شاهجهان المذكور سنة ١٠٦٠ هـ ، طوله خمس وأربعون ذراعاً ، وعرضه اثنان وعشرون ذراعاً ، كلّه من حمر الحجارة المنحوتة ، وفرشه من بيض الحجارة المنحوتة .

ومنها المسجد الذي ينسب إلى وزير خان ببلدة لاهور ، وهو من أبنية الحكيم عليم الدين الجنوتي الملقب بوزير خان ، بناه أيام ولايته بلاهور في عهد شاهجهان المذكور ، وهو عامر إلى اليوم .

ومنها «موتى مسجد» ببلدة دهلي داخل القلعة المعلاة ، بناه عالمكير بن شاهجهان ، وكان متعوداً للصلاة بالجماعة في المسجد في كل وقت من أوقاتها ، فبناه بين «دولت خانه» وبين الحديقة «حياة بخش» ، لئلا تفوته الصلاة

بالجماعة في المسجد ، وهذا المسجد كله من بيض الحجارة المنحوتة ، تربو على اللآلي في الحسن والصفاء ، وبذل عليه مئة ألف وسبعة آلاف ربية ، وتم بناؤه في خمس سنين .

ومنها الجامع الكبير ببلدة لاهور من أبنية عالمكير المذكور، بناه من حمر الحجارة المنحوتة ، وبيضها ، في غاية الحسن والحصانة ، وأنفق عليه خمسمئة ألف ربية ، وهو المشهور "بشاهي مسجد".

ومنها الجامع الكبير بمدينة "بنارس" ، بناه عالمكير من الحجارة المنحوتة ، وهو امن أشهر المساجد في بلاد الهند.

ومنها الجامع الكبير ، بناه عالمكير ببلدة بنارس على شاطئ "نهر كنك" من الحجارة المنحوتة ، وهذا المسجد أيضا من أشهر المساجد بأرض الهند، مناراته ٢٨، وارتفاع كلٍّ منها ثمان وثلاثون ومئتا قدم، فوق سطح "كنك" ، وأساسها يمتدُّ إلى حافة الماء.

ومنها الجامع ، الذي بناه عالمكير ببلدة "متهرا"، وهو مسجد رفيع، جميل الصنعة ، متقن البناء.

ومنها الجامع الكبير ، الذي بناه نواب مسعود خان ببلدة "أدهوني" من بلاد دكن سنة ١٠٧٧ هـ ، وهو من أبدع المساجد ، بناه من الحجارة المنحوتة وأنفق على بنائه مئتي ألف ربية، وتاريخ بنائه أيضاً من أبدع التواريخ ، استخرجه بعض الفضلاء من هذه الآية : ﴿فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ وآخر بالفارسية وهو هذا "مسعود خان باني إين مسجد بوده" ، وفي هذا المسجد كتابات بديعة.

ومنها "موتى مسجد " ببلدة دهلي القديمة عند ضريح الشيخ قطب الدين بختيار الكعكي، بناه شاه عالم بن عالمكير سنة ١١١٢ هـ. كله من بيض الحجارة المنحوتة رصعت فيه الحجارة السود ترصيعا بالغاً.

منها "زينة المساجد" ، مسجد رفيع على نهر "جمن " ببلدة دهلي ، أسسته نواب زينت النساء بيكم بنت عالمكير سنة ١١٢٢ هـ ، كله من حمر الحجارة المنحوتة،وقبابه الثلاث من بيض الحجارة، رصعت فيه الحجارة السود أبدع الترصيع، وفي ساحته حوض، وبفنائه مقبرةٌ لبانية المسجد.

ومنها "سنهرى مسجد" مسجد ببلدة دهلي ومعناه المسجد المذهب ، بناه "روشن الدولة " في عهد محمد شاه التيموري سنة ١١٣٤هـ، ولما كانت بروجه وقبابه كلُّها مذهبةً سموه "سنهري مسجد".

ومنها "سنهري مسجد" ببلدة لاهور، بناه "روشن الدولة" المذكور، وقبابه مطلية بالذهب، ولذلك يسمُّونه "سنهري مسجد".

ومنها "سنهري مسجد" ببلدة دهلي، بناه نواب جاويد خان في عهد أحمد شاه التيموري، كله من الحجر الألماسي من الصحون إلى المنارتين، وقباب المنارتين مطليةٌ بالذهب، ولذلك سمَّوه : "سنهري مسجد".

ہندوستان اور دنیا کے معروف مولانا



متعدد زبانوں میں پانچ سو سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں



Syed Abul Hasan Ali Nadwi with Lord Neill of Bladen, Vice Chancellor of the University of Oxford, at the foundation of the Centre, 1985

علامہ، ابوالحسن
ندوی عرف علّی
میاں نے
اپنے والد علامہ
حکیم سید عبد

الحی حسنی کی
کتاب
الہند فی العہد
الاسلامی جو عربی
میں تھی کا 1973
ء میں اردو میں
ترجمہ کر دیا تھا

سلسلۂ مطبوعات مجلس [illegible]

ہندوستان اسلامی عہد میں

مسلمانوں کے عہد کے ہندوستان کا مفصل انتظامی، تعمیری اور تمدنی جائزہ
نظم مملکت، مالیہ، عدلیہ، فوجی نظام، حکمرانوں کے آئین و رسوم، رفاہِ عام و امورِ خیر
اور دوسری ضروری اور بنیادی معلومات جن کے بغیر اسلامی عہد کی تاریخ کا سمجھنا
مشکل ہے

تالیف

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی مرحوم (سابق ناظم ندوۃ العلماء)
(مصنف نزہۃ الخواطر و الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند)

[illegible]

مولوی شمس تبریز خان
(رکن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام)

مولانا ابوالحسن علی ندوی
کے
مبسوط مقدمہ کے ساتھ

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ لکھنؤ

ہندوستان کی مسجدیں

ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے اس کثرت سے یہاں مسجدیں بنائیں کہ ان کا شمار مشکل ہے، اسی طرح حکام و روٴسا نے ہر شہر، ہر قصبہ اور دیہات میں مسجدیں بنائیں اور ان پر گراں قدر رقمیں خرچ کیں، ان سب کی تفصیلات کا احاطہ بہت مشکل ہے، اسی لئے ہم چند معروف مسجدوں کا ذکر کر کے باقی کو قلم انداز کرتے ہیں۔

مسجد قوت الاسلام

میری معلومات کے مطابق دہلی کی پہلی مسجد قُبّۃ الاسلام یا قوۃ الاسلام ہے، جسے کہا جاتا ہے کہ قطب الدین ایبک نے ۵۸۷ھ میں پرتھی راج کے بنائے ہوئے مندر کو منہدم کر کے اور اس کے بعض حصہ کو چھوڑ کر بنایا، اور جب غزنی سے ۵۹۲ھ میں لوٹا تو شہاب الدین غوری کے حکم سے بے مثل سرخ پتھروں کی ایک بڑی مسجد بنانا شروع کی اور اس مندر کے بعض حصوں کو مسجد میں شامل کر لیا اس کے بعد جب شمس الدین التمش بادشاہ ہوا تو اس کے دونوں جانب سفید پتھروں کی عمارتیں بنوائیں اور

اس کے ایک طرف وہ بلند ترین مینار بنانا شروع کیا جس کے حسن و مضبوطی کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی اور جب علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا تو اس نے اس عمارت کی مزید اصلاح کی اور ایک دوسرا مینار بنانے کا حکم دیا، ۷۱۱ھ لیکن اس آرزو کے بر آنے سے پہلے ہی اجل نے آلیا، محمد شاہ تغلق نے بادشاہ ہونے کے بعد منقش پتھروں سے دوبارہ تعمیر شروع کی اس مسجد کو محمد بن بطوطہ مراکشی نے دیکھا اور اس طرح اس کا ذکر کیا تھا:۔

"اس کا صحن وسیع اس کی دیواریں چھتیں، اور فرش سفید منقش پتھروں کے بنے ہوئے ہیں اور اس کی جڑائی بہت مضبوط ہے، اس میں پتھر کے ۱۳ قبے ہیں، اس کا منبر بھی پتھر کا ہے، اس کے چار صحن ہیں، اور وسط مسجد میں ہفت جوش پتھر کا بنا ہوا مرعوب کن بلند ستون ہے[۱]"

جامع فیروز شاہ

اسے فیروز شاہ نے حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی محبوب الٰہیؒ کے مقبرہ کے قریب غیاث پور (دہلی) میں ۷۵۴ھ (۱۳۵۴ء) میں بنایا تھا، کہا جاتا ہے کہ اسے علاء الدین خلجی کے بیٹوں؛ خضر خاں اور شادی خاں نے ۶۹۵ھ میں بنایا تھا، یہ مسجد حسن و مضبوطی میں انتہا پر ہے اور سرخ منقش پتھروں سے بنائی گئی ہے، اس میں تین وسیع صحن ہیں، اور ان پر بلند گنبد بنے ہوئے ہیں، یہ سب سرخ پتھر کے ہیں، ایک اور جامع مسجد فیروز شاہ نے فیروز آباد دہلی میں بنائی تھی، اس کی تعمیر میں بہت خوبصورتی اور مضبوطی تھی، اس پر بلند گنبد بھی بنے ہوئے تھے، ان میں سے ایک گنبد ہشت پہل تھا جس کے آٹھوں طرف پتھر پر کندہ کاری تھی، اور اس میں آٹھ دروازے تھے یہ تفصیلات اس کی کتاب "فتوحات فیروزیہ" سے لی گئی ہیں،

---

[۱] قلقشندی م ۸۲۱ھ کا کہنا ہے کہ دنیا میں اس جیسا مینار نہیں اس کی بلندی منارہ اسکندریہ کی طرح ہے۔

(صبح الاعشیٰ ۵/۶۸) مترجم

اب اس مسجد کا نام و نشان بھی نہیں[1]۔

جامع سکندر کشمیری

اسے سلطان سکندر شاہ کشمیری نے سرینگر میں بنایا تھا سنہ ۷۵۵ھ (۱۳۵۴ء)، خوشنمائی اور مضبوطی میں اپنی آپ مثال تھی، ایک مدت کے بعد اس میں آگ لگی تو سلطان حسین شاہ نے پرانی بنیادوں پر اسکی دوبارہ تعمیر کا حکم دیا، لیکن تعمیر سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے وزیر ابراہیم ماکری نے سنہ ۹۰۹ھ میں اس کی تکمیل کی، وہ کشمیر کی عمارتوں میں خوبصورت ترین عمارت ہے، جہانگیر نے اسے پسند کیا اور اپنی توزک میں اس کا ذکر کیا تھا۔

مسجد قلعہ گلبرگہ

بہمنی سلاطین کی قلعہ میں بنائی ہوئی یہ مسجد، اندلس کی مسجد قرطبہ کے طرز پر ہے، اس میں ایک سو گیارہ گنبد ہیں، جن میں سب سے بڑا زمین سے ۷۵ فٹ اونچا ہے، اس کی چھت دوسو پچیس ۲۲۵ فٹ لمبی ہے اور اس کا عرض ایک سو اڑسٹھ ۱۶۸ فٹ ہے، شمال و جنوب میں اس کے دو دروازے تھے، تاریخ بیجاپور کے مطابق اس میں چھ ۶ لاکھ نمازیوں کی گنجائش ہے۔

مسجد احمد آباد

یہ مسجد احمد شاہ گجراتی کے عہد میں احمد آباد میں سنہ ۸۱۶ھ میں بنی، ایوان شمالی و جنوبی کے علاوہ

---

[1] سرسید کا کہنا ہے کہ اسکے گنبد پر فیروز شاہ نے اپنی تصنیف فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ کندہ کرایا تھا شاید یہ گنبد جہانگیر کے زمانہ تک ثابت تھا، سنہ ۸۰۱ھ (سنہ ۱۳۹۸ء) میں جب تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد میں تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، (آثار الصنادید ۱۹۸)

اس میں ۳۵۲ کھمبے تھے، صحن کو چھوڑ کر اس کی لمبائی ستو ہاتھ اور عرض بدون صحن پچاس ہاتھ تھا، اسکے بلند منارے ۱۰۶ ہاتھ لمبے تھے، اس کے تین دروازے بہت بلند تھے، جیسا کہ مرآۃ سکندری میں مذکور ہے۔

مسجد جونپور

اسے سلطان ابراہیم شرقی نے ترشے ہوئے پتھروں سے بنایا تھا، یہ شروع میں ایک مندر تھا، جسے منہدم کر کے اس نے مسجد کی تعمیر کی، یہ اٹالہ مسجد کے نام سے جانی جاتی ہے، اس میں سلطان جمعہ اور عیدین کی نمازیں پڑھتا تھا، اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی اس میں درس دیتے تھے، اس کے دونوں جانب طلبہ کے لئے بہت سے کمرے بنے ہوئے تھے۔

ابراہیم شرقی نے ۸۴۲ھ میں ایک اور جامع مسجد کی بنیاد رکھی لیکن تکمیل سے پہلے قضا کر گیا اسکے بعد محمود اور حسین نے اس پر توجہ کی اور زر کثیر کے صرف سے تعمیر کرائی، کندہ پتھروں سے اس کی تعمیر سات برسوں میں ہوئی، وہ اپنی شان و شکوہ میں ایک بھاری پہاڑ نظر آتی ہے[1] ہندوستان میں اس مسجد کی عظمت و رفعت کی دوسری نظیر مشکل ہے۔

مسجد احمد آباد

اسے احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر میں بنایا تھا، اس کی لمبائی ستو ہاتھ اور چوڑائی ۹۴ ہاتھ تھی دورویہ (شمالی و جنوبی) مسقف حصوں کا طول ۱۷۰ ہاتھ اور عرض ۱۰ ہاتھ تھا، اس کی تعمیر پر دو لاکھ روپئے خرچ ہوئے، جیسا کہ مختار الاخبار میں ذکر ہے۔

---

[1] یہ مسجد جونپور میں اب بڑی مسجد کے نام سے مشہور ہے، اور شہر کی مرکزی جامع مسجد شمار ہوتی ہے اس کی کرسی دہلی کی جامع شاہجہانی کی طرح بلند ہے۔

جامع منڈو

اسے محمود شاہ خلجی والیٔ مالوہ نے مانڈو (مندو) میں بنایا تھا، منقش پتھروں کی شاندار عمارت تھی اسے جہانگیر نے پسند کیا اور توزک جہانگیری میں اس طرح ذکر کیا تھا "کہتے ہیں کہ وہ ہوشنگ کی تعمیر ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ ہوشنگ نے اسے شروع کیا لیکن محمود نے اس کی تکمیل کی"

مسجد بیجاپور

اسے علی عادل شاہ بیجاپوری نے ۹۸۵ھ میں تعمیر کیا تھا، وہ بہت وسیع اور بلند تھی، بساتین السلاطین میں ہے کہ فرنگی ماہرین تعمیر بھی اسے دیکھ کر تعجب کرتے ہیں[1]۔

مسجد قنوج

یہ مسجد قلعہ قنوج کے اندر ایک بلند جگہ پر واقع ہے، مشہور ہے کہ یہاں کے کسی مندر کے آثار پر بنایا گیا تھا، یہ خوبصورت مسجد ہے کہتے ہیں کہ ابراہیم شرقی نے ۸۰۹ھ میں اسے بنایا تھا، جیسا کہ "غرابت نگار" میں ہے۔

جامع اٹاوہ

اٹاوہ میں دریائے جمنا کے کنارے یہ مسجد واقع ہے، یہاں کوئی مندر تھا جس کی جگہ پر یہ مسجد تعمیر کی گئی، وہ بھی مسجد قنوج کے طرز پر ہے، غالباً وہ بھی سلاطین شرقیہ کی عمارتوں میں سے ہے۔

---

[1] اس کی محراب میں ایسی صفت رکھی گئی ہے کہ امام کی آواز ساری مسجد میں اسطرح پہنچتی ہے، جیسے مائیکرفون لگا ہو۔

جامع برہان پور

اسے عادل شاہ بن مبارک فاروقی نے بنایا تھا، اس کی تعمیر کندہ پتھروں سے ۹۹۷ھ میں ہوئی تھی، یہ بھی ہندوستان کی خوبصورت ترین مسجدوں میں سے ہے[1]۔

بابری مسجد اجودھیا

یہ مسجد بابر نے اجودھیا میں تعمیر کی تھی، جسے ہندو رام چندر جی کی جائے ولادت کہتے ہیں، انکی بیوی سیتا کا واقعہ مشہور ہے کہا جاتا ہے کہ سیتا کا یہاں ایک مندر تھا، جہاں وہ رہتیں اور اپنے شوہر کیلئے کھانا پکاتی تھیں، اسی جگہ بابر نے ۹۲۳ھ میں یہ مسجد تعمیر کی۔

---

[1] اس مسجد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس پر عربی فارسی کے علاوہ سنسکرت میں بھی کتبہ لگا ہوا ہے، اسے خاندیس کے فرمانروا عادل شاہ ابن مبارک شاہ فاروقی نے تعمیر کرایا تھا، وہ ۹۸۴ھ میں تخت نشیں ہوا اور ۱۰۰۵ھ میں وفات پائی، صاحب مآثر رحیمی لکھتا ہے:

"مسجد جامع ایں شہر عمارتے ست عالی و بنائے متعالی و از آثار عجیبہ و غریبہ کہ دریں ولایت ہست بہتر ازیں عالی بنا چیزے نیست"۔ (۶۰۲/۲)

خافی خاں لکھتا ہے: "بہ خوبی مسجد برہان پور سوائے مسجد شاہجہاں آباد کمتر مسجد بنظر آمدہ" منتخب اللباب (۴۳۲/۳)

مسجد کی تاریخ آغاز و انجام اس مصرع سے کہی گئی ہے، ع: مسجد فیض بنا گشت بہ فیض عادل۔ (۹۹۷ھ) (۱۰۰۲ھ)

مسجد کا طول ۱۴۰ فٹ، اور عرض ۵۲ فٹ ہے، اسکی چھت ۱۵ فٹ بلند ہے جو ۷۰ چوکور ستونوں پر قائم ہے کئی ستون ایک ہی سالم پتھر کو تراش کر بنائے گئے ہیں اور جہاں دو پتھروں کو جوڑا گیا ہے وہاں ذرا بھی شگاف نہیں دکھائی دیتا۔ نہ چونا یا مسالہ نظر آتا ہے اسکی چھت گنبد دار نہیں بلکہ اوپر سے ہموار اور نیچے سے محرابی ہے پوری عمارت میں کہیں کوئی سوراخ یا شگاف نہیں جہاں کوئی پرندہ آشیانہ بنا سکے، اسکے دونوں مینارے ۱۲۵ فٹ لمبے ہیں اور میلوں سے نظر آتے ہیں، اور اوپر تک زینے بنے ہوئے ہیں، اس کے ۱۶۰ فٹ لمبے صحن میں پانچ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے (تلخیص از مقالہ جاوید انصاری صاحب: معارف اپریل ۱۹۶۴ء) مترجم

مکہ مسجد حیدر آباد

محمد قطب شاہ نے ۱۰۲۳ھ میں اس کی تعمیر کندہ پتھروں سے شروع کی اور بیس ہزار ہُن اس پر صرف کئے، اور اس کا نام "بیت عتیق" رکھا لیکن اس کی تکمیل سے پہلے ہی انتقال کر گیا۔ اس کے بعد عبداللہ قطب شاہ نے اسپر توجہ کی پھر ابوالحسن تانا شاہ، پھر عالمگیر نے آخر میں توجہ کر کے ۱۰۹۳ھ میں اسے پورا کیا اور مکہ مسجد نام رکھا اس کا طول ۷۰ ہاتھ اور عرض ۴۳ ہاتھ اور بلندی ۹۴ ہاتھ ہے، جیسا کہ حدیقۃ العالم میں ہے۔

جامع مسجد دہلی

اسے شاہجہاں آباد میں شاہجہاں نے تعمیر کیا تھا، اس کی تعمیر ۶ سال میں ہوئی تھی، اور اس پر ایک لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا، وہ قلعہ معلّے سے باہر ایک ہزار ہاتھ کی مسافت پر ایک ٹیلہ پر اس کے پچھم میں واقع ہے، اس کا صحن وسیع، چھت، دیواریں اور فرش سب سرخ پتھر کے بنے ہوئے ہیں، اس کے چاروں طرف ایوان اور چار گنبد انہی پتھروں کے بنے ہوئے ہیں مسجد کے اندر تین دالان اور ان پر تین گنبد سفید تراشیدہ پتھروں کے بنے ہوئے اور سیسے سے مضبوطی سے جوڑے گئے ہیں، اس میں سفید پتھر کے ۲ بلند منارے ہیں، جنکے بیچ بیچ میں سنگ سیاہ بھی استعمال ہوا ہے، اس پر بھی دو گنبد بنے ہوئے ہیں، اس کے شمال وجنوب اور مشرق میں تین عظیم الشان دروازے تھے، اور وسیع صحن میں پانی سے بھرا حوض وضو کے لئے بنا ہوا تھا، مسجد کے دروازوں اور محرابوں میں سنگ سیاہ کی پٹیوں سے آیات کریمہ اس طرح نقش تھیں جنکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔[1]

---

[1] مصنف اپنی دوسری کتاب میں اسکے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

"جامع مسجد پہنچ کر اس کے حسن وخوبی کے لحاظ سے حیرت ہوگئی ہیں دیر تک ششدر اس کے نقش ونگار کو دیکھتا رہا

(باقی ص۱۴۳ پر)

موتی مسجد آگرہ

یہ قلعہ آگرہ کے اندر بنی ہوئی تھی، اور اسے شاہجہاں نے ۷ سال میں بنوایا تھا، اور اس پر ۱۳ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا، پوری مسجد سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے، سطح زمین سے اس کی بلندی ۱۱ ہاتھ ہے، اس میں تین قبے ہیں، ہر ایک کا قطر ۹ ہاتھ ہے، اس میں تین دالان ہیں، اس میں ۲۱ [illegible] اور ۶ برج ہیں ان میں سے ہر ایک پر ہشت پہل گنبد بنے ہوئے ہیں، ہر ایک کا قطر ۴ ہاتھ ہے، مسجد کی لمبائی ۵۶ ہاتھ، عرض ۲۱ ہاتھ، بڑے صحن سے مسجد کی اونچائی ایک ہاتھ ہے، اس کے دونوں طرف دو بلند مینارے ہیں جن کا طول ۷۰ ہاتھ اور عرض ۳½ ہاتھ ہے، اس کے سامنے سنگ سیاہ کی ایک تختی ہے، بڑے صحن میں وضو کے لئے پانی

(باقی ص۱۴۲ کا) مجھ میں واقعی اتنی قدرت نہیں کہ اس کی واقعی تعریف کرسکوں اور اس کے واسطے ایک دفتر درکار ہے وہ خدا کی عظمت کا ایک نمونہ ہے گویا فرشتوں نے اپنے پاک ہاتھوں سے اسکی تعمیر کی ہے یا شاہجہاں کی نیک نیتی کی مجسم تصویر ہے جب تک رہا محو حیرت رہا۔" (دہلی اور اس کے اطراف ۲۶)

سر سید لکھتے ہیں :- "اس کی لطافت و نزاکت، خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے آدمی کی طاقت نہیں کہ اسکا بیان کرسکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد روئے زمین پر نہیں سر سے پاؤں تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی ہے، اور اندر سے اجالے تک سنگ مرمر کی، ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی در و دیوار طاق و محراب، مرغول و کنگوہ تناسب سے خالی نہیں، ۱۰ شوال سنہ ۱۰۶۰ھ (۱۶۵۰ء) سال بست و چہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خاں دیوان اعلیٰ اور فاضل خاں خانساماں پڑنی شروع ہوئی، اور ہر روز ...۵ راج مزدور بیلدار سنگتراش کام کرتے تھے باوجود اس اہتمام کے ۶ برس میں، ۱۰ لاکھ روپئے کے خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس مسجد کے تین گنبد ہیں نہایت خوشنما۔ شمالی مینارہ بجلی سے گر پڑا تھا، عمارت اور صحن کا فرش بھی جا بجا سے بگڑ گیا تھا، سرکار انگریزی نے سنہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۶ء) میں اکبر شاہ کے عہد میں اس مینار کو بنوا دیا اور فرش بھی درست کروا دیا، کثرت نمازیوں کی باشارات

(باقی ص۱۴۴ پر)

سے بھرا حوض ہے، تینوں طرف سنگ مرمر کے ایوان، شمال وجنوب اور مشرق میں تین بلند اور حسین دروازے ہیں۔

مسجد اجمیر

اسے شاہجہاں نے حضرت شیخ معین الدین سجزی چشتیؒ کے مقبرہ کے اندر تعمیر کرایا، پوری مسجد مرمر میں ہے، اس میں ۱۱ محرابیں، اس کی لمبائی ۵۵ ہاتھ، چوڑائی دس ہاتھ، صحن کی لمبائی ۷۰ ہاتھ اور عرض ۱۴ ہاتھ ہے، تعمیر کا حکم ۱۰۳۷ھ کو جاری ہوا تھا۔

مسجد آگرہ

اسے جہاں آرا بنت شاہجہاں نے قلعہ کے باہر سرخ کندہ پتھروں سے بنوایا، اور اس پر ۵ لاکھ روپے صرف کئے تھے، جیساکہ بادشاہ نامہ میں ہے۔

مسجد فتحپوری

دہلی میں یہ مسجد فتحپوری بیگم زوجۂ شاہجہاں نے ۱۰۶۰ھ بنوائی تھی، اس کا طول ۵۴ گز اور

(باقی ص۱۴۵ کا) اس مسجد میں مور و ملخ سے زیادہ ہوتی ہے، جانب شمال کے دالان میں کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکھے ہیں اور وہ مقام درگاہ آثار شریف کہلاتا ہے، اس صحن کا نہایت دلکشا اور نشاط فرح بخش ہے، اس کا طول و عرض ۱۳۶ گز ہے، اس کے بیچوں بیچ میں حوض ہے، فرحت بخش، روح افزا، دلکش اور دلربا ۱۵ سے ۱۲ گز کا نرا سنگ مرمر کا، اس حوض کے غربی گوشہ پر محمد تحسین خاں محلی بادشاہی نے ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۷۶۶ء میں یہ بات بیان کیا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس جگہ بیٹھے دیکھا ہے۔ وہاں ایک چھوٹا سا کٹہرہ پتھر کا لگا ہوا ہے" الخ (آثار الصنادید ۲۷۷) (مترجم)

عرض ۲۲ گز تھا، پوری مسجد سنگ سرخ، اور اس کا فرش ترشے ہوئے سفید پتھروں کا ہے[۱]۔

مسجد وزیر خاں لاہور

یہ مسجد حکیم علیم الدین چنیوٹیؒ ملقب بہ وزیر خاں کی تعمیر ہے، جسے انھوں نے عہد شاہجہانی میں اپنی امارت لاہور کے دوران بنوایا تھا، وہ آج تک آباد چلی آرہی ہے۔

موتی مسجد دہلی[۲]

لال قلعہ دہلی کے اندر یہ مسجد عالمگیر کی تعمیر کردہ ہے جس میں وہ تمام نمازیں وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرتا تھا، اس نے اسے "دولت خانہ" اور باغ "حیات بخش" کے درمیان بنوایا تھا، تاکہ

۱؎ سرسید لکھتے ہیں:۔ "اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھ کر یہ مسجد ہے ...... دونوں کونوں پر ۳۵، ۳۵ گز اونچے دو مینار ہیں، اس کے آگے ایک چبوترہ ہے، سنگ سرخ کا ۴۵ گز لمبا ۳۵ گز چوڑا اس چبوترے کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہے ۱۶ گز سے ۱۴ گز کا اور اس کے آگے صحن ہے سو گز سے سو گز کا صحن کے گرد ۶۹ حجرے طالب علموں کے رہنے کے لئے بنے ہوئے ہیں"۔ (آثار الصنادید ۲۰۴)

۲؎ مصنف نے اپنی دوسری کتاب "دہلی اور اس کے اطراف" میں بھی اس کا تعارف کرایا ہے۔ سرسید لکھتے ہیں:۔

"اس کو عالمگیر نے ۲ جلوس (۱۰۷۰ھ ۱۶۵۹ء) میں بنایا ہے، اس پر وہ منبت کاری کی ہوئی ہے اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں، حقیقت میں ایسی منبت کاری تمام قلعہ میں کسی مکان پر نہیں ...... اس مسجد کے جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے اس میں بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہے، اور اس کے گرد آئینہ بندی ہوئی ہے الخ

(آثار الصنادید ۲۸۹)

نماز با جماعت فوت نہ ہونے پائے۔

پوری مسجد سفید ترشے ہوئے پتھروں کی بنی ہے، اور حسن و پاکیزگی میں آبدار موتیوں کو بھی شرماتی ہے، اس پر اس نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ صرف کیا تھا، اس کی تعمیر ۵ سال میں مکمل ہوئی تھی۔

عالمگیری مسجد لاہور

عالمگیر نے اسے سرخ و سفید ترشے ہوئے پتھروں سے بنوایا تھا وہ حد درجہ خوبصورت اور مضبوط ہے، اس پر اس نے پانچ لاکھ خرچ کئے تھے، یہ مسجد شاہی مسجدؒ کے نام سے مشہور ہے۔

عالمگیری مسجدیں

کہا جاتا ہے کہ بنارس کی مسجد عالمگیر نے بنارس کے بشیشور مندر کی جگہ بنائی تھی۔ وہ مندر بہت بلند اور ہندوؤں میں مقدس تھا، اس نے اس کی جگہ انہی پتھروں سے بلند مسجد تعمیر کی، اور اس کے قدیم پتھر مسجد کی دیواروں میں معکوس کر کے نصب کر دیئے، یہ ہندوستان کی مشہور مسجدوں میں سے ہے، بنارس کی دوسری مسجد جسے گنگا کے کنارے ترشے ہوئے پتھروں سے عالمگیر نے بنوایا تھا، یہ مسجد بھی ہندوستان کی مشہور مسجد ہے، اس میں ۲۸ منارے ہیں، جن میں سے ہر ایک منارہ کی بلندی ۲۳۸ فٹ ہے، یہ گنگا کے کنارے ہے اور اس کی بنیادیں پانی کی تہ تک چلی گئی ہیں۔

عالمگیر نے ایک مسجد متھرا میں بنائی تھی، کہا جاتا ہے کہ گوبند دیو کے مندر کی جگہ یہ مسجد بنائی گئی تھی، جو بہت مضبوط اور حسین و جمیل تھی۔

مسجد اَدھونی دکن

اسے نواب مسعود خاں نے ۱۰۷۷ھ میں بنوایا تھا، یہ عمدہ ترین مسجدوں میں سے ہے، اسے ترشے ہوئے

پتھروں سے بنایا گیا تھا، اس پر دو لاکھ روپئے خرچ کئے گئے تھے، بعض فضلاء نے اس کی موزوں تاریخ "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" اور دوسری فارسی میں مسعود خاں بانی ایں مسجد بودہ" سے نکالی تھی، اس میں اور بھی دوسرے کتبات ہیں۔

موتی مسجد دہلی

اسے حضرت شیخ قطب الدین بختیار کعکیؒ کے مزار کے قریب پرانی دہلی میں عالمگیر کے بیٹے شاہ عالم نے ۱۱۲۱ھ (۱۷۰۹ء) میں سفید ترشے اور گڑھے ہوئے پتھروں سے بنایا تھا جس میں سیاہ پتھر کے حاشئے دیئے گئے ہیں۔

زینت المساجد

شہر دہلی میں دریائے جمنا پر ایک بلند عمارت مسجد ہے، جو نواب زینت النساء بیگم بنت عالمگیر نے ۱۱۲۲ھ میں تعمیر کی تھی، پوری سرخ تراشیدہ پتھروں سے بنی ہے، اس کے تینوں گنبد سفید پتھروں سے بنے ہیں، جن میں سنگ سیاہ کے حاشیے بڑی خوبصورتی سے دیئے گئے ہیں، اس کے صحن میں ایک حوض اور اس کے میدان میں بانیۂ مسجد کا مقبرہ ہے۔

سنہری مسجد دہلی کوتوالی

اسے روشن الدولہ ظفر خاں نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۱۳۴ھ ۱۷۲۱ء میں بنوایا تھا، اسکے برج اور قبے سب پر سونے کا پانی پھرا ہوا تھا، اس لئے اسے سنہری مسجد کہا جاتا تھا۔

سنہری مسجد لاہور

اسی روشن الدولہ نے لاہور میں بھی اسی طرز کی مسجد بنائی تھی، جس کے قبے سنہرے تھے۔

سنہری مسجد دہلی

اسے نواب جاوید خاں نے احمد شاہ کے عہد میں بنوایا تھا، پوری مسجد الماسی پتھر سے بنی تھی،

مناروں کے قبے سنہرے تھے، اسی وجہ سے سنہری مسجد کہی گئی (سرسید لکھتے ہیں:۔

"اس مسجد کو ۱۱۶۵ھ ۱۷۵۱ء میں جاوید خاں خواجہ سرا نے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی ماں کا بہت مقرب تھا، بنایا ہے "مسجد بیت مقدس مطلع نور الہ" (۱۱۶۵ھ) اسکا کتبۂ تاریخ ہے[1]۔)

اضافہ از مترجم

سرسید نے دہلی کی کچھ اور مسجدوں کا ذکر کیا ہے، ہم خلاصتہً اپنے الفاظ میں ان کا ذکر کرتے ہیں:۔

بدر رفاعی نام کے ایک صوفی سیدی فولاد خاں کے بنگلہ کے قریب کی مسجد میں رہتے تھے انہی کے نام پر یہ مسجد مشہور تھی، ان کے یہاں ایک مجلس "حضرہ" ہوتی تھی جس میں مرید خاص حاضر ہوتے یہ قید تھی کہ ان کے گرد و پیش میں عورت نہ ہو، ان مریدین کے ہاتھ میں چھرے ہوتے ان سب پر ایک حالت طاری ہوتی جس میں وہ کلمہ طیبہ پڑھتے اور ایک دوسرے کو چھرے مارتے مگر زخم کا اثر نہ ہوتا تھا، اور کبھی ہوا تو سید صاحب کے لب سے وہ زخم اچھا ہو جاتا تھا، اب سید صاحب کو مرے ہوئے تیس برس کے قریب ہوئے[2]۔ **دائیؔ کی مسجد**۔ یہ مسجد بہت عمدہ ایک برج کی اور بہت نامی ہے اکثر لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں، اس کا کتبۂ تاریخ ہے۔ "گشتہ آباد کعبۂ دیگر" (۱۰۹۴ھ) **اولیاء مسجد**۔ یہ حویلی دبیر الدلہ کے آگے ہے۔ **خانۂ خدا**۔ (۱۲۶۱ھ) اس کی تاریخ ہے، اس کے آگے فیض بازار ہے اور ایک راستہ تارا چند کے کوچہ کو جاتا ہے[3]۔

چوبی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ نے ۱۱۶۴ھ ۱۷۵۰ء میں قلعہ شاہجہاں میں بنائی تھی، اس کے ستون اور محرابیں

---

[1] آثار الصنادید ۴۳ [2] ایضاً ۷۰۴ [3] ایضاً ۷۰۶

مسجد بیگم پور

اسے بھی خان جہاں نے ۹۸۰ھ میں بنایا تھا یہ مسجد صرف چونے اور پتھر کی ہے ..... اور مستحکم ہے،

مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی میں ست پلے کے پاس یہ مسجد ہے قریب ۹۸۰ھ خان جہاں نے یہ مسجد بنائی ہے، اب اس میں زمیندار بستے ہیں، اس قطع کی مسجد اس نواح میں کہیں نہیں، بلاد روم کی مسجدوں کی قطع کی معلوم ہوتی ہے۔ (۲۱۰)

مسجد اکبر آبادی[۱۵]

اسے دلی کے فیض بازار میں نواب اعزاز النساء بیگم عرف اکبر آبادی بیگم زوجۂ شاہجہاں نے ۱۰۶۰ھ سنہ ۱۶۵۰ء میں بنایا تھا، اس کا طول ۶۳ گز اور عرض ۱۷ گز تھا، اس کے تین برج اور ۷ در ہیں، سنگ سرخ سے بنائی گئی تھی، اس میں ایک چبوترہ ۶۳ گز لمبا اور ۵،۷ گز چوڑا تھا اس کے آگے سنگ سرخ کا ایک حوض ہے، مسجد کا صحن ۵۴ ا گز لمبا اور ۴۰ ا گز چوڑا ہے، اور اس کے گرد طالب علموں کے رہنے کیلئے حجرے بنے ہوئے ہیں (۲۸۷)

مسجد سرہندی

یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہے، اسے سرہندی بیگم زوجہ شاہجہاں نے سنہ ۱۰۶۰ھ

---

۱۵ مسجد کے کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد دو سال کے عرصہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ میں بنی تھی یہ مسجد غدر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے ہاتھ برباد ہوئی اس میں شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے مقیم رہ کر ۱۲ سال میں اپنا ترجمۂ تفسیر قرآن مکمل کیا تھا، اس میں حضرت سید احمد شہیدؒ کا قیام تھا یہاں وہ حضرت شاہ صاحبؒ کے زیر تربیت تھے۔ (مترجم)

سب کی سب چوبی تھیں۔ ۱۸۵۰ء میں یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہے (۳۴۰)

زینت المساجد

دہلی میں دریا کے کنارے یہ مسجد ہے۔ زینت النساء بنت عالمگیر نے قریب ۱۱۲۲ھ ۱۷۱۰ء میں یہ مسجد اور اپنے دفن ہونے کے لئے "مجر" بنایا، یہ مسجد سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں اور اس میں سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنائی ہیں، دو بلند منارے بہت دور سے دکھائی دیتے ہیں، مسجد کے شمال کے مجر میں زینت النساء کی قبر ہے جس پر کتبہ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

"مونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است
سایۂ از ابر رحمت قبر پوشِ ما بس ست

امیدوارِ حسنِ خاتمہ زینت النساء بیگم بنت بادشاہ محی الدین عالمگیر غازی انار اللہ برہانہ ۱۱۲۲ھ" (۳۳۳)

فخر المساجد

یہ مسجد دہلی میں کشمیری دروازے کے پاس ہے، اس کو فخر النساء خانم زوجہ نواب شجاعت خاں نے ۱۱۴۱ھ ۱۷۲۸ء میں بنایا تھا، اگرچہ بہت بڑی نہیں لیکن خوش قطع بنی ہوئی ہے اس کے گنبد بہت خوبصورت اور خوش وضعی میں نامور ہیں، سنگ مرمر، سنگ سرخ اور سنگ موسیٰ اکثر استعمال ہوا ہے (۳۲۲)

کلاں مسجد

فیروز شاہ کی دہلی میں ۷۸۹ھ ۱۳۸۷ء میں خانجہاں نے بنائی تھی پھر شاہجہاں آباد میں یہ آگئی اس مسجد کو بہت کرسی دے کر بنایا ہے، ۳۲ سیڑھیاں چڑھ کر مسجد میں جاتے ہیں، اندر سے مسجد کو سہ گھا بنایا ہے، ہر گمہ میں ۵، ۵ در ہیں، (۲۰۹)

میں بنایا تھا، یہ مسجد سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے ۔ (۲۸۷)

مسجد اورنگ آبادی

یہ دلی میں پنجابی کٹرہ کے اندر ہے اس کو اورنگ آبادی بیگم زوجۂ عالمگیر نے اندازاً ۱۱۱۴ھ ۱۷۰۳ء میں بنایا ہے، یہ بھی سراپا سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے، اس کے حوض کے صحن میں نہر کا پانی آتا ہے۔

مسجد عیسیٰ خاں[1]

یہ مسجد عیسیٰ خاں کے مقبرہ کے پاس ہے، اس مسجد کو عیسیٰ خاں نے ۹۵۴ھ ۱۵۴۷ء میں اسلام شاہ کے وقت میں مقبرے کے ساتھ بنایا ہے، یہ مسجد صرف چونے اور پتھر سے بنی ہے، محرابوں میں کہیں کہیں سنگ سرخ کا بھی استعمال ہوا ہے (۲۸۸)

مسجد درگاہ قطب صاحبؒ

یہ قطب صاحبؒ کے مزار کے پاس ہے، اس مسجد کے تین درجے ہیں، پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہے، صرف مٹی کا اس درجہ کو حضرت قطب صاحبؒ نے خود بنایا تھا، ۹۵۵ھ میں سلیم شاہ کے وقت میں اس کچے درجے کے آگے ایک اور درجہ بنا، اس کے بعد ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۷ء میں فرخ سیر نے اس کے آگے ایک تیسرا درجہ بنایا، اسکی پیشانی پر تاریخ لگائی جس کا مادہ تاریخ "بیت ربی مستجاب" ہے۔

مسجد قلعہ کہنہ

شیر شاہ نے ۹۴۸ھ ۱۵۴۱ء میں اس مسجد کو پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا، اس

---

[1] یہ عیسیٰ خاں پٹھان سلطنت خصوصاً اسلام شاہ کے بڑے سرگرم امراء میں تھے، ان کا مقبرہ عرب سرائے کے پاس ہے (مترجم)

ہندوستان کے جہادی
بادشاہوں نے جن
مندروں کو مسجد بنا
لیا ہے، محمد ساقی
مستعد خان کی کتاب
مآثِر عالمگیری
دیکھیں

مآثرِ عالمگیری

سُلطان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی ؒ

کی

پچاس سالہ حکومت کے حالات

مُصنّف
محمّد ساقی مستعد خاں

مُترجم
محمّد فدا علی طالب

بُک لینڈ
۱۲ محمد بلڈنگ
بندر روڈ، کراچی ۱
ٹیلیفون ۳۶۱۰۹

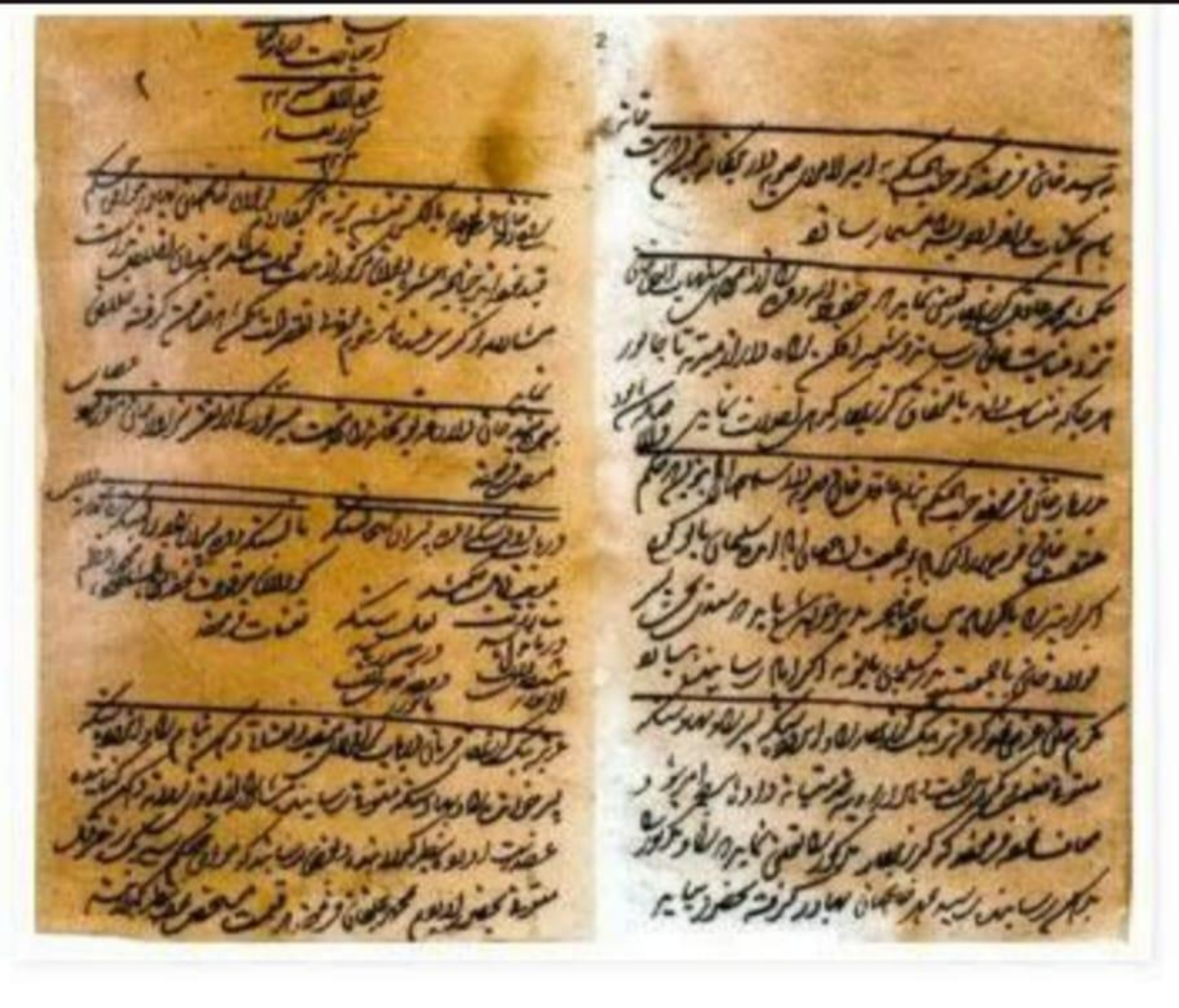
ہندوستان کے جہادی بادشاہوں کے وہ حکم نامے دستیاب ہو گئے ہیں، جن حکم ناموں میں ہِندُو مندروں کو توڑنے کی بات تحریر ہے

سنہ ۱۰۸۹ھ

سال دوازدہم

بعرضِ خداوندِ دین پرور رسید کہ در صوبۂ تهته وملتان خصوص بنارس برہمنانِ بطالت نشان در مدارسِ مقرّر بتدریسِ کتبِ باطلہ اشتغال دارند و راغبان وطالبان از ہنود ومسلمان مسافتہای بعیدہ طی نمودہ جہتِ تحصیلِ علومِ شومِ نزدِ آنجماعۂ گمراہ می آیند احکامِ اسلام نظام بناظمانِ کل صوبجات صادر شد کہ مدارس ومعابدِ بیدینان دستخوشِ انہدام سازند و بتاکیدِ اکید طورِ درس و تدریس و رسمِ شیوعِ مذاہبِ کفر آئینان براندازند

مآثرِ عالمگیری، ۸۱



38. Orders for the demolition of Jagannath Temple, Orissa.

Siyaha Akhbarat-i-Darbar-i- Mu'alla, Julus 24, Jamadi I, 23 / 1st June 1681.

"The Emperor ordered Asad Khan to send hasbu 'l-hukm to Amir-ul-Umara, the Subedar of Bengal, to demolish the Temple (but-khana) of Jagannath in Orissa."

دخول

اخبارات دربار معلی

بسم الله الرحمن الرحیم

یکشنبه ... فرمودند

... یکم ... روز ...

به سید خانی فرمودند که حسب الحکم به گماشته راجه ... لشکر که در انبار اینجا ...

که مبتنی بر موضع ... متصل این ذات مستمر نماید به حوالدار خان ... فرمودند

سردار خود در ... را فوجداران ... جمعیت ... از ... لشکر

مقرری چهار ... ذات یکصد سوار ... افراد ... ذات ... صد سوار اضافه فرمودند

از ... اضافه ... ذات ... سوار ... فوجدار ...

این ... ذات ... صد سوار ... ذات یکصد سوار کم نموده

نعمات دیگر فرمودند ... بود

عالی ... لاحول و القوة ... عنایت خانی معمور ... صد ذات

دو صد سوار اضافه فرمودند

... لشکر ... فوجداران ... حالات لشکر ...

خالص

محمد کاظم ... و القوة ... ذات ... لکل ...

سنه ۱۰۹۰

سال بیست و دوم

بیست و چهارم شهر ربیع الآخر خانجهان بهادر از جودهپور

بعد از انهدام بتخانها و آمدن با چندین عرابه بار

اصنام بپارگاه اسلام انتظام شرف استلام

عتبه عرش رتبه دریافت - مورد تحسین و

آفرین گردید - حکم مطاع دینداری شعاع

بعزّ صدور پیوست که اصنام و اوثان خذلان

نشان را اکثر مرصّع و طلایی و نقره و برنجی و

مسی و سنگی بود در جلوخانه دربار عالم مدار

و زیر زینهای جامع جهان نما بیندازند که پامال

باشند - مدّتها افتاده بودند تا نام و نشان نماند -

مآثر عالمگیری، ۱۷۵ -

۲

اخبارات [illegible]

[illegible]

سنه ۱۲۱۸

بجواب جمشید داروغه [illegible] [illegible] آنحضرت حاجتمند

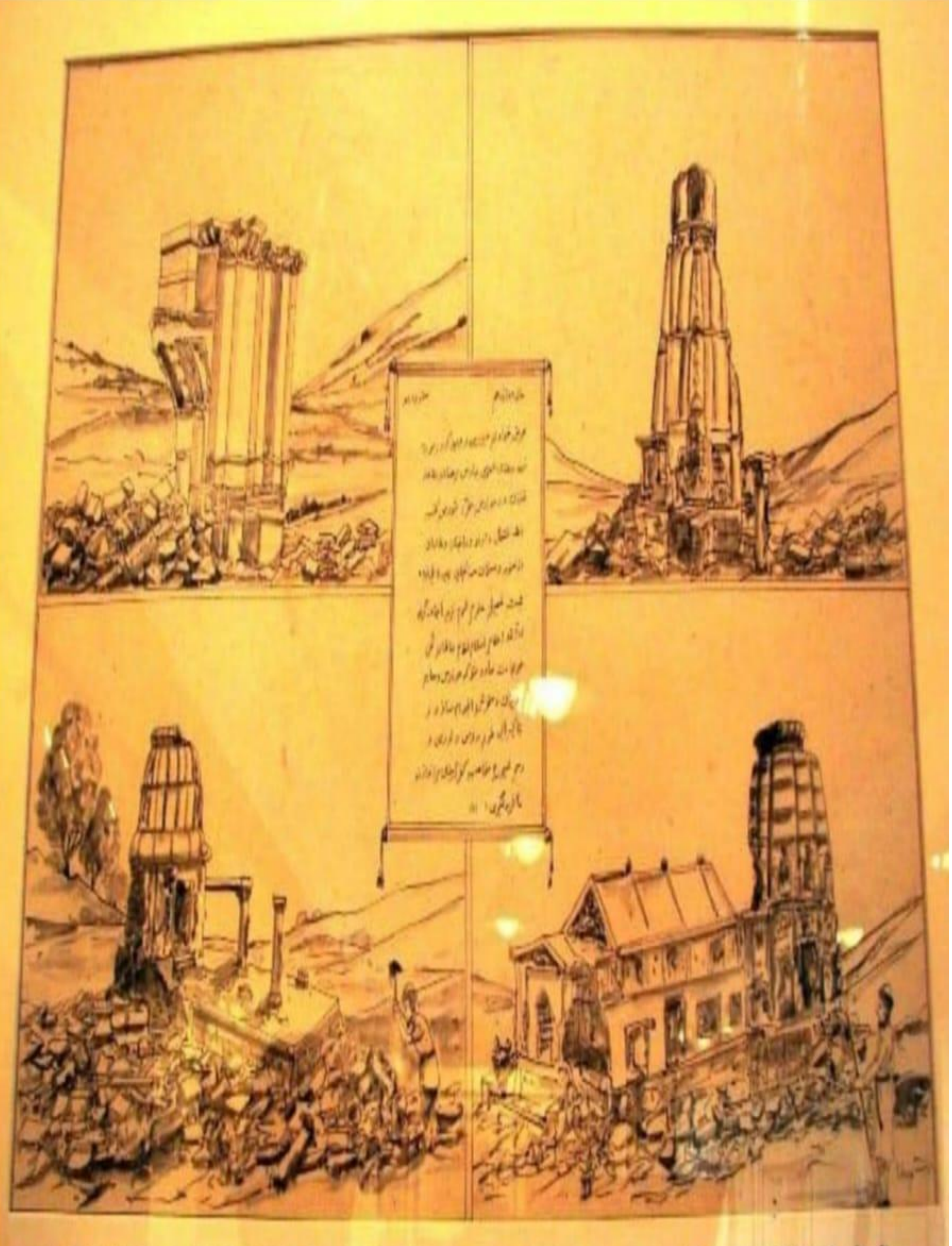
در [illegible] می آشتند [illegible]

[illegible] از حال عرض نمود [illegible] سنگه [illegible]

کالی سنگه [illegible] تقصیر [illegible] شد [illegible]

محال [illegible]

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] سنگه	[illegible] سنگه	جمشید	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]



10. Aurangzeb issues orders for demolition of Hindu Temples throughout the Empire (9th April 1669)

औरंगज़ेब का साम्राज्यभर में हिन्दुओं के मन्दिरों व शिक्षा केन्द्रों को व्यापक रूप से नष्ट करने का आदेश (9 अप्रैल, 1669 ई.)

سال دوازدهم سنه ۱۰۸۹ھ

بعرض خداوند دین پرور رسید که در صوبهٔ
تته و ملتان خصوص بنارس برهمنان بطالت
نشان در مدارس مقرر بتدریس کتب
باطله اشتغال دارند و راغبان و طالبان
از هنود و مسلمان مسافتهای بعیده پیموده
جهت تحصیل علوم شوم نزد آن جماعه گمراه
می آیند احکام اسلام نظام بناظمان کل
صوبجات صادر شد که مدارس و معابد
بی دینان دستخوش انهدام سازند و
بتاکید اکید طور درس و تدریس و
رسم شیوع مذاهب کفر آئینان براندازند
مآثر عالمگیری، ۸۱

Exhibit No 9

General Order for the Destruction of Temples
(9th April 1669)

"The Lord Cherisher of the Faith learnt that in the provinces of Thata Multan and especially at Benaras the Brahmin misbelievers used to teach their false books in their established schools and their admirers and students both Hindu and Muslim used to come from great distances to these misguided men in order to acquire their vile learning. His Majesty eager to establish Islam issued orders to the governors of all the provinces to demolish the schools and temples of the infidels and with the utmost urgency put down the teaching and the public practice of the religion of these unbelievers."

Note: This is not the only instance when Aurangzeb prevented the Muslims from acquiring knowledge and wisdom of the Hindu philosophical works and other Sanskrit and Bhasha classics, or sharing spiritual and intellectual experience, and thus stifled the process of fusion, or at least bridging of the gulf between the two creeds with very different approaches, principles, values, levels of intellectual attainments and period of evolution of ideas. A general order of this type to put down the teaching and public practice of religion by the Hindus was used as a ground to demolish some of the most venerable shrines of India during the next few years, but despite the severe and comprehensive nature of the order, it failed to wrest from Banaras its unique prestige and position as the chief centre of learning of the Vedas, Dharmashastras, the Six Systems of Philosophy, Sanskrit language and literature, and Astronomy.

9. औरंगजेब का सामान्य आदेश जो हिन्दुओं के शिक्षा केन्द्रों व मन्दिरों को ध्वंस करने का आदेश (9 अप्रैल 1669)

78-2

خلاصه [illegible]

[illegible] حکم [illegible]

انچه از [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] یافت [illegible]

قیمت ان [illegible]

مبلغ [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سال دوازدهم — سنه ۱۰۸۹ھ

بعرض خداوند دین‌پرور رسید که در صوبهٔ
تته و ملتان خصوص بنارس برهمنان بطالت
نشان در مدارس مقرر بتدریس کتب
باطله اشتغال دارند و راغبان و طالبان
از هنود و مسلمانان مسافتهای بعیده طی نموده
جهت تحصیل علوم شوم نزد آن جماعه گمراه
می‌آیند احکام اسلام نظام بناظمان کل
صوبجات صادر شد که مدارس و معابد
بیدینان دستخوش انهدام سازند و
بتاکید اکید طور درس و تدریس و
رسم شیوع مذاهب کفرآئینان براندازند

مآثر عالمگیری، ۸۱

Exhibit No 9

General Order for the Destruction of Temples
(9th April 1669)

"The Lord Cherisher of the Faith learnt that in the provinces of Thata Multan and especially at Benaras, the Brahmin misbelievers used to teach their false books in their established schools, and their admirers and students, both Hindu and Muslim, used to come from great distances to these misguided men in order to acquire their vile learning. His Majesty, eager to establish Islam, issued orders to the governors of all the provinces to demolish the schools and temples of the infidels, and with the utmost urgency put down the teaching and the public practice of the religion of these unbelievers."

Note: This is not the only instance when Aurangzeb prevented the Muslims from acquiring knowledge and wisdom of the Hindu philosophical works and other Sanskrit and Bhasha classics, or sharing spiritual and intellectual experience, and thus stifled the process of fusion, or at least bridging of the gulf between the two creeds with very different approaches, principles, values, levels of intellectual attainments and period of evolution of ideas. A general order of this type to put down the teaching and public practice of religion by the Hindus was used as a ground to demolish some of the most venerable shrines of India during the next five years, but despite the severe and comprehensive nature of the order, it failed to wrest from Banaras its unique prestige and position as the chief centre of learning of the Vedas, Dharmashastras, the Six Systems of Philosophy, Sanskrit language and literature, and Astronomy.

9. औरंगजेब का सामान्य आदेश कि हिन्दुओं के शिक्षा केन्द्रों व मन्दिरों को ध्वंस करने का आदेश (9 अप्रैल 1669)

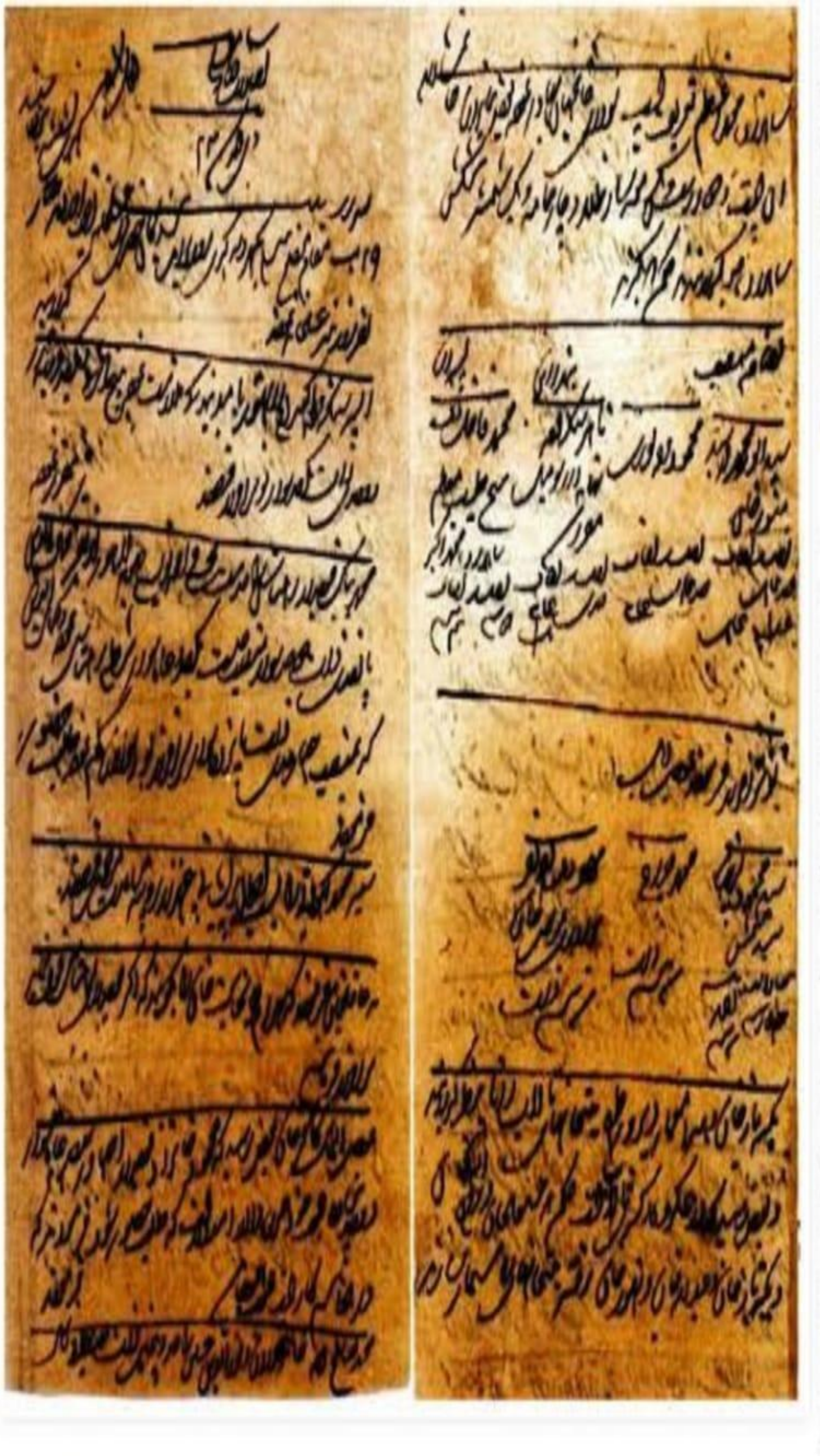


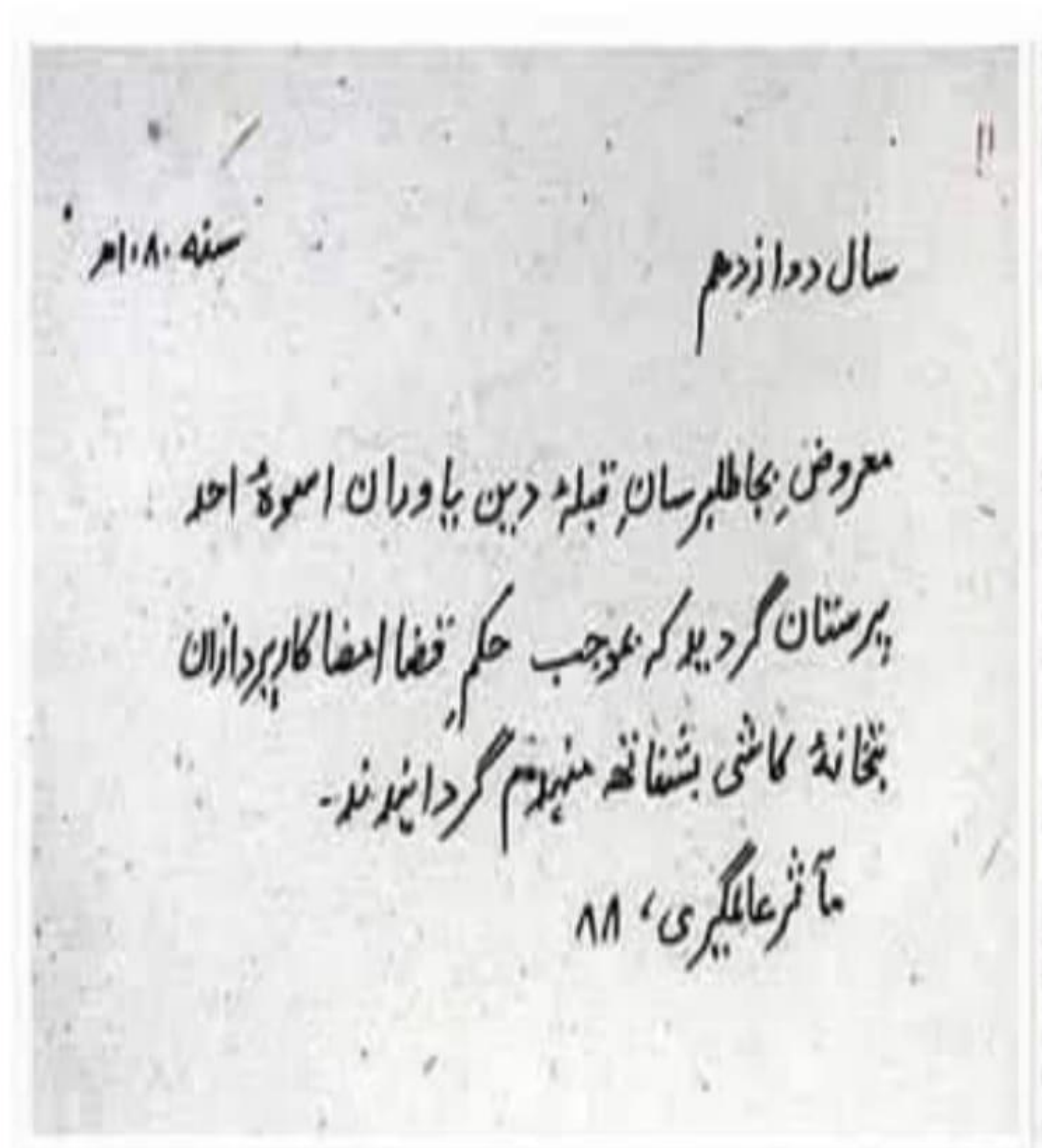
Exhibit No. 23: Orders for the destruction of temples on the bank of Maharana's lake, Udaipur. Siyah Akhbarat-i-Darbar-i-Mu'alla Julus 23, Zilqad 29 / 23rd December 1679.

"Yesterday, Yakka Taz Khan and mimar (architect or mason) Hira brought before the Emperor the tarah (plans or designs) of the temples built on the bank of Rana's lake and submitted that at a distance of about five kos, there was another lake also. It was ordered by the Emperor that Hasan Ali Khan, Ruhullah Khan, Yakka Taz Khan, Ibadullah Khan and Tahawara Khan should go and destroy the temples".

+2

[illegible]

This exhibition mounted by FACT - India contains, and is based on Firmans, original edicts in Persian issued by Aurangzeb, preserved at the Bikaner Museum, Rajasthan, India



سنه ۱۰۸۰ھ

سال دوازدهم

معروض بجاطلبرسان قبلهٔ دین یاوران اسوهٔ احد

پرستان گردید کہ بموجب حکم قضا امضا کارپردازان

بتخانهٔ کاشی بشناتهه منهدم گردانیدند۔

مآثر عالمگیری، ۸۸

Exhibit No. 11: Demolition of the temple of Viswanath (Banaras). August 1669 A.D.

It was reported that, "according to the Emperor's command, his officers had demolished the temple of Viswanath at Kashi". (Maasiri-' Alamgiri, 88)

Note:

Kashi is one of the mort sacred towns in India and reference to the worship of Shiva as Vishveshvara goes back to very early times. Kashi itself enjoys highest sanctity since times immemorial. According to the Puranas, every foot-step taken in Kashi Kshetra has the sanctity of making a pilgrimage to a tirtha. Lord Vishvanatha is regarded as the protector of Kashi and the belief is that one earns great religious merit by having darshana (view) of the deity after having bathed in the Ganges. After destruction of the temple on Aurangzeb's orders, a mosque (Gyanvapi Masjid) was built which still stands there as a testimony of the great tolerance and spirit of forgiveness of the Hindus even towards those who had for centuries desecrated and destroyed their temples and other places of worship and

Exhibit No. 43

Rs.4 to a Hindu male and Rs.2 to a Hindu female on conversion

Siyah Akhbarat i Darbar i Mu'alla

Julus (R.Yr.) 28 Jamadi I, 12 / 7th April 1685

"(The Emperor) ordered Jumadat ul Mulk to write to all the Faujdars and Diwans of the kingdom that each Hindu male who becomes a Musalman is to be given Rupees four and each Hindu woman Rupees two, as fixed by us, from the treasury of the place, by way of inam.

Those who become Musalman out of devotion for Din (Islam) in their case the award of money in future be stopped."

Note: The amount offered as an inducement for conversion was substantial and amounted to almost one month's wages of a worker in case of a Hindu male.

The document forms one of the most unabashed statements and the clearest indictment on the methods adopted in spreading Islam in India, and this was being done even more than four hundred after the establishment of Muslim rule in India (c. 1200 A.D.)

43. मुसलमान बनने पर प्रत्येक हिन्दू पुरुष को चार रुपये व हिन्दू स्त्री को दो रुपये स्थानीय खजाने से दिये जायें औरंगजेब का आदेश।

(7 अप्रैल 1685)

HINDU TEMPLES

WHAT HAPPENED TO THEM

VOLUME I

A Preliminary Survey

Compiled and Edited by

SITA RAM GOEL

HINDU TEMPLES

WHAT HAPPENED TO THEM

VOLUME II

The Islamic Evidence

SITA RAM GOEL

جن

مندروں کو توڑ کر

مسجد بنا لی گئیں ہیں

عالمی علماء نے موٹی، موٹی

اپنی کتابوں میں

تفصیل سے لکھ رکھا ہے

بیسویں صدی کی کتاب

الهند في العهد الإسلامي

دیکھیں

عالمی علماء
ابو الحسن علی حسنی
ندوی کے باپ تھے
عبد الحي الحسني
كتاب
الهند في العهد الإسلامي
کے مصنف

غیر
مسلموں کے
عبادت خانوں پر
قبضہ کر کے جن لوگوں نے
مسجدیں بنا رکھیں ہیں
کیا آج اُنہیں
شائستہ معاشرے میں
انسان کہا جا سکتا ہے ؟

غیر مسلموں کے
عبادت خانوں پر قبضہ
اسلامی لُٹیروں نے کیا تھا
اُس کا خمیازہ آج
مسلم ممالک اور مسلمانوں
کو بھگتنا پڑ رہا ہے
آخری قطار میں
کھڑا کرا دیا گیا ہے

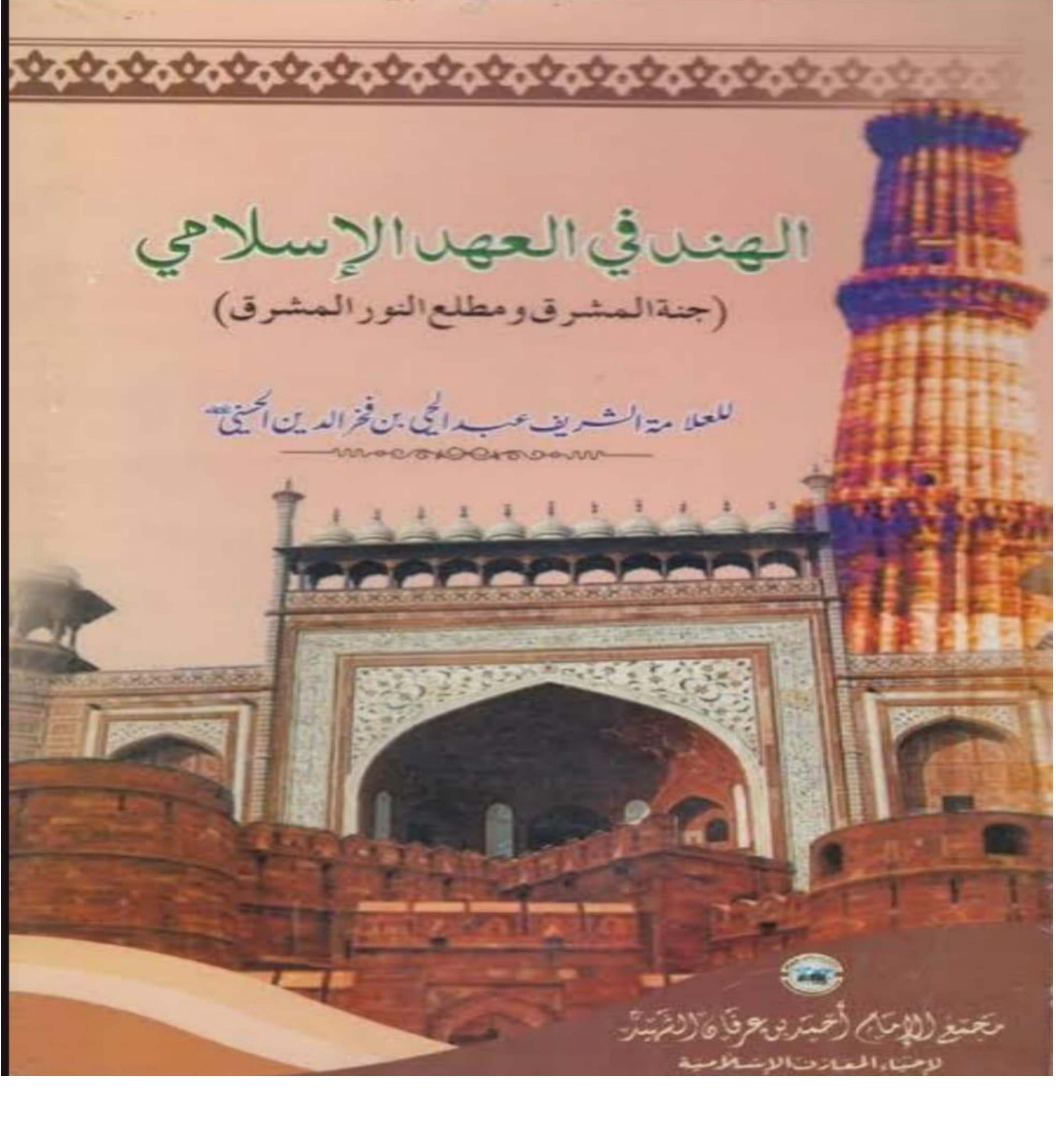
Islamic Jihad

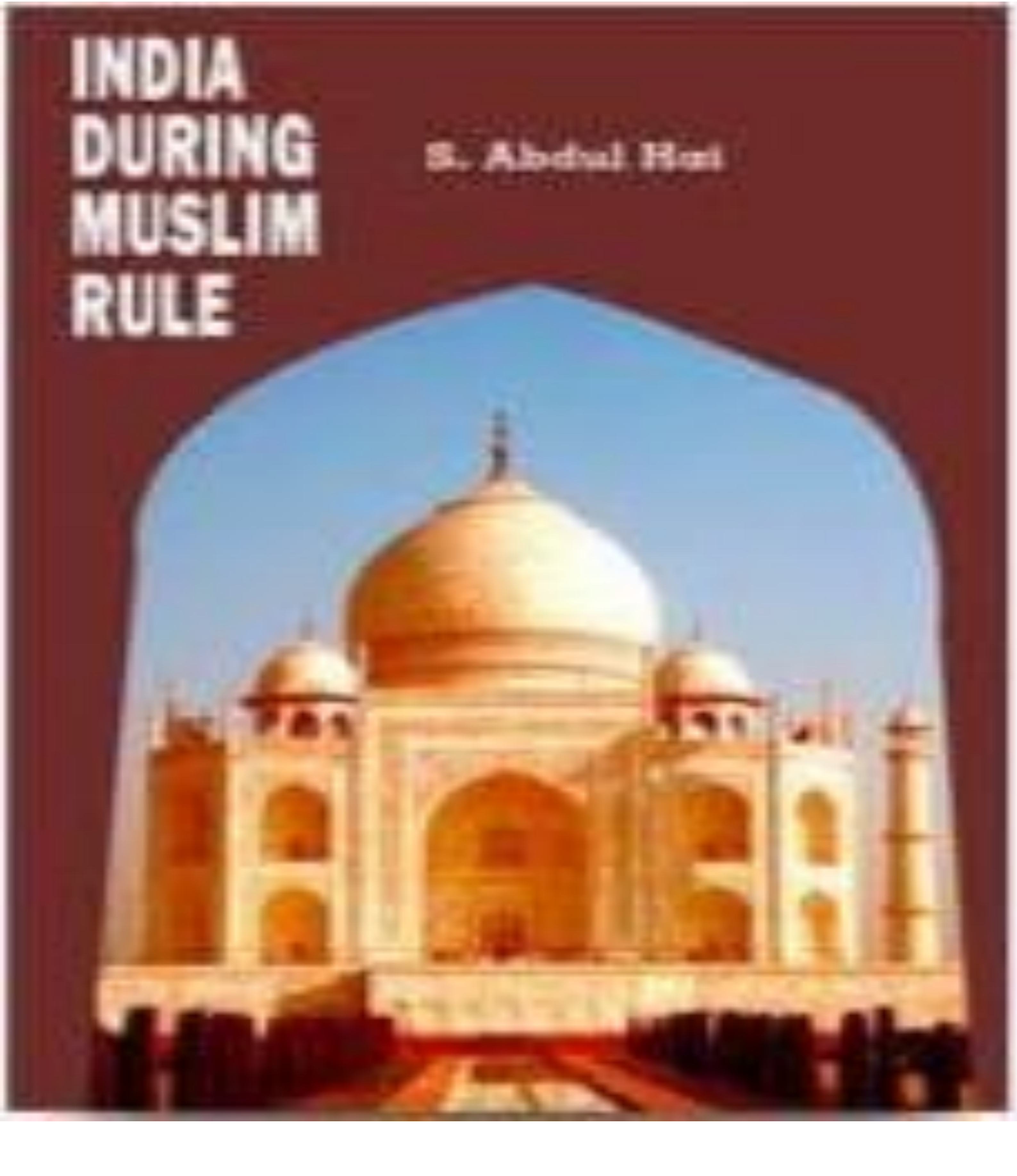
A Legacy of Forced Conversion, Imperialism, and Slavery



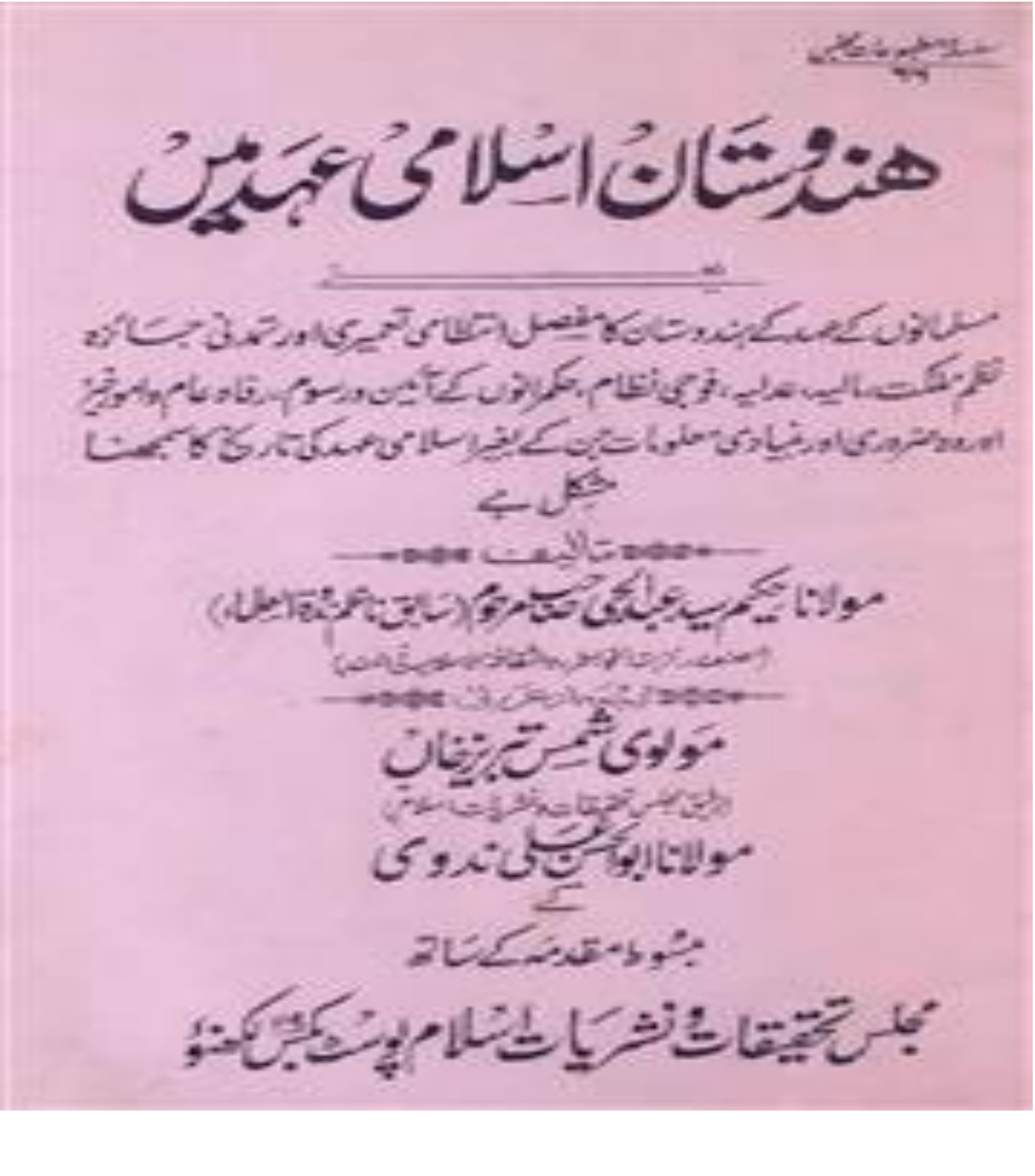
M. A. KHAN

EDITOR, ISLAM-WATCH.ORG


الهند في العهد الإسلامي
(جنة المشرق ومطلع النور المشرق)
للعلامة الشريف عبد الحي بن فخر الدين الحسني
مجمع الإمام أحمد بن عرفان الشهيد
لإحياء المعارف الإسلامية



https://archive.org/details/doc-20240814-wa-0053



ہندوستان اسلامی عہد میں

مسلمانوں کے عہد کے ہندوستان کا مفصل انتظامی تعمیری اور تمدنی جائزہ
نظم مملکت، مالیہ، عدلیہ، فوجی نظام، حکمرانوں کے آئین و رسوم، رفاہِ عام و امورِ خیر
اور وہ ضروری اور بنیادی معلومات جن کے بغیر اسلامی عہد کی تاریخ کا سمجھنا
مشکل ہے

تالیف

مولانا حکیم سید عبدالحی حسنی مرحوم (سابق ناظم ندوۃ العلماء)

مولوی شمس تبریز خان
(رکن مجلس تحقیقات و نشریات اسلام)

مولانا ابوالحسن علی ندوی
کے
مبسوط مقدمہ کے ساتھ

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس لکھنؤ

https://www.rekhta.org/ebooks/detail/hindustan-islami-ahad-me-hakeem-syed-abdul-hai-ebooks?lang=ur

مآثرِ عالمگیری

سلطان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازیؒ

کی

پچاس سالہ حکومت کے حالات

مصنّف

محمد ساقی مستعد خاں

مترجم

محمد فدا علی طالب

بک لینڈ

۱۲ محمد بلڈنگ

بندر روڈ، کراچی ۱

ٹیلیفون ۳۶۱۰۹

HINDU TEMPLES
WHAT HAPPENED TO THEM

VOLUME I

A Preliminary Survey

Compiled and Edited by
SITA RAM GOEL

https://archive.org/details/hindu-temples-what-happened-to-them-vol-1

HINDU TEMPLES

WHAT HAPPENED TO THEM

VOLUME II

The Islamic Evidence

SITA RAM GOEL



Abdul Hameed

Details

Studies at University of Allahabad

Lives in **Allahabad, India**

From **Bela Pratapgarh**

---

https://www.facebook.com/share/1GS8tYcuhy/








HAQ O BATIL INDIA 1

archive.org Member:حق و باطل

غیر جانبدار جستجو کا سفر

"حق و باطل" میں خوش آمدید، یہ ایک مفت، آنلائن لائبریری ہے جو زندگی کے بنیادی سوالات کی کھلے ذہن سے کھوج کے لیے وقف ہے۔ یہاں آپ کو وسائل کا ایک متنوع مجموعہ ملے گا - ویڈیوز، کتابیں، تاریخی روایات، فلسفیانہ کام، یہاں تک کہ افسانوی ادب اور مذہبی تنقید - یہ سبھی تنقیدی جائزے کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

ہمارا مشن:

- غیر جانبدار تعلیم: ہم مذہبی تعصب سے پاک تعلیم کو فروغ دیتے ہیں، جو آزاد خیالی اور تنقیدی تجزیے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- سب کے لیے مساوات: ہم نسل، قومیت، مذہب، جنس، یا کسی بھی دوسرے عنصر سے قطع نظر، مساوات کے بنیادی انسانی

UPLOADS LOANS LISTS POSTS REVIEWS COL

150 Results

> Filters



Sort by: Date archived

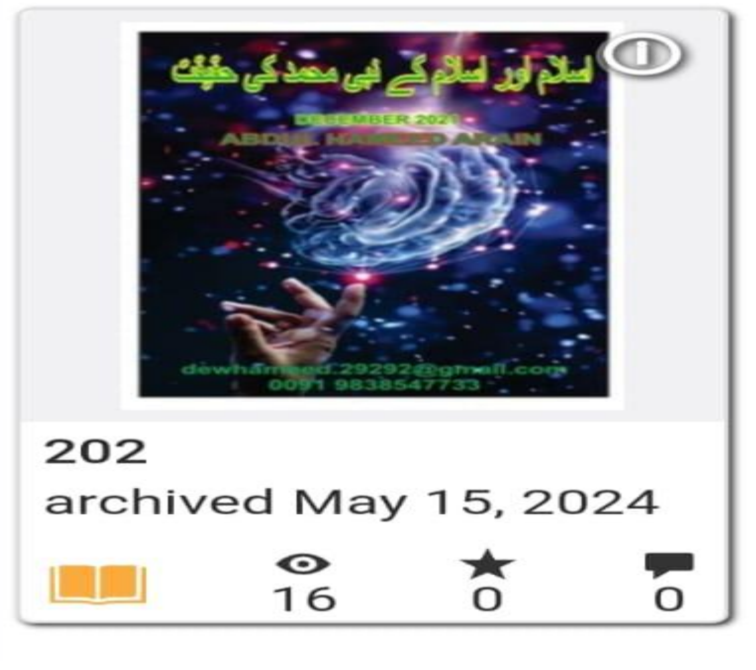




207
archived May 15, 2024
12 0 0



201
archived May 15, 2024
18 0 0



202
archived May 15, 2024
16 0 0



203
archived May 15, 2024
8 0 0

https://archive.org/details/@haq_o_batil_230001_india/uploads



205

archived May 15, 2024



6 0 0



204

archived May 15, 2024



11 0 0



208

archived May 15, 2024



14 0 0



209

archived May 15, 2024



16 0 0



